سپین قرطبہ کے محلات

فہرست مضامین مصباح جولائی 2016ء

احمدی مستورات کی تعلیم وتربیت کے لئے

ماھنامہ

مصباح

مدیر

مرزا خلیل احمد قمر

وفاء 1395 ہش, جولائی 2016ء

جلد نمبر-------89/64

شمارہ نمبر--------7

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ مصباح

چناب نگر (ربوہ) ضلع چنیوٹ

پبلشر، پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

قیمت فی شمارہ:..........25 روپے

سالانہ چندہ پاکستان:......300 روپے

PH: 0092-047-6211064

E.Mail:.officemisbah@yahoo.com

www.misbah-lajnapk.org

قال اللہ تعالیٰ

☆ تیرے ربّ نے (اس بات کا) تاکیدی حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور (نیز یہ کہ اپنے) ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کسی ایک پر یا ان دونوں پر تیری زندگی میں بڑھاپا آ جائے، تو انہیں (ان کی کسی بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے) اُف تک نہ کہہ اور نہ انہیں جھڑک اور ان سے (ہمیشہ) نرمی سے بات کر۔

☆ اور رحم کے جذبہ کے ماتحت ان کے سامنے عاجزانہ رویہ اختیار کر اور (ان کے لئے دعا کرتے وقت) کہا کر (کہ اے) میرے رب! ان پر مہربانی فرما کیونکہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔ (بنی اسرائیل 24-25)

☆ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور (کہا ہے کہ) اگر وہ دونوں تجھ سے اس بات پر بحث کریں کہ تو کسی کو میرا شریک قرار دے حالانکہ اس کا تجھے کوئی علم نہیں، تو ان دونوں کی فرمانبرداری نہ کر کیونکہ تم سب نے میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور میں تمہارے عمل (کی نیکی بدی) سے تم کو واقف کروں گا۔

(العنکبوت: آیت 9)

قال الرسول ﷺ

☆ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ پھر اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ اس نے چوتھی بار پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں کے بعد تیرا باپ تیرے حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر درجہ بہ درجہ قریبی رشتہ دار۔

(بخاری کتاب الادب)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مٹی میں ملے اس کی ناک! مٹی میں ملے اس کی ناک (یہ الفاظ آپؐ نے تین دفعہ دہرائے) یعنی ایسا شخص قابلِ مذمت اور بدقسمت ہے لوگوں نے عرض کیا۔ حضور! کونسا شخص؟ آپؐ نے فرمایا۔ ''وہ شخص جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکا۔''

(مسلم کتاب البر والصلة)

☆ حضرت ابو طفیلؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو مقام جعرانہ میں دیکھا۔ آپؐ گوشت تقسیم فرما رہے تھے اس دوران ایک عورت آئی تو حضورؐ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھا دی اور وہ عورت اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ خاتون کون ہے جس کی حضورؐ اس قدر عزت افزائی فرما رہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔

(ابو داود کتاب الادب)

ارشادات عالیہ

خدمتِ والدین:

والدین کی خدمت ایک بڑا بھاری عمل ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گذر گیا پر اس کے گناہ نہ بخشے گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور اور والدین گزر گئے اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے۔

والدین کے سایہ میں جب بچہ ہوتا ہے تو اس کے تمام ہم وغم والدین اٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے کیونکہ والدہ بچہ کے واسطے بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو۔ چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔

ہماری لڑکی کو ایک دفعہ ہیضہ ہو گیا تھا ہمارے گھر سے اس کی تمام قے وغیرہ اپنے ہاتھ پر لیتی تھیں۔ ماں سب تکالیف میں بچہ کی شریک ہوتی ہے۔ یہ طبعی محبت ہے جس کے ساتھ کوئی دوسری محبت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ (ڈائری حضرت مسیح موعودؑ 27 تا 31 مئی 1905)

اداریہ

ماں باپ خود اپنے بچوں کے لئے نمونہ بنیں

''دنیا میں ہر شخص چاہے مرد ہو یا عورت جب وہ شادی شدہ ہو جاتا ہے تو یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کے ہاں اولاد ہو اور صحتمند اولاد ہو جوان کا نام روشن کرے، بڑے ہو کر ان کے کام آئے، اگر امیر ہے تو چاہے گا کہ بچہ بڑا ہو کر اس کے کاروبار کو سنبھالے، اس کی جائیداد کی نگرانی کرے، اس کو مزید وسیع کرے، وسعت دے۔ اور اگر غریب ہے تو خواہش ہوگی، خاص طور پر غرباء کو بیٹوں کی خواہش ہوتی ہے کہ بیٹا ہو اور بڑا ہو کر اس کا سہارا بنے۔ لیکن ایک گروہ ایسا بھی ہے جس میں غریب بھی شامل ہیں، امیر بھی شامل ہیں (جو ایسے لوگوں کا گروہ ہے) جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں۔ اور ان کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ہمارا دین ہمیشہ دنیا پر مقدم رہے، اس کے لئے کوشش بھی کرتے ہیں۔ اور ان کا ہی گروہ کامیاب ہونے والوں کا گروہ ہے جنہوں نے خود بھی کوشش کی کہ وہ نیکیوں کا راستہ اپنائیں وہ راستہ اپنائیں جو خدا تعالیٰ کی رضا کا راستہ ہے اور وہ دعاؤں سے اس کی مدد چاہتے ہوئے اپنی اولاد کی تربیت کرتے ہیں۔

جن خاندانوں میں مائیں نیک ہوں، نمازیں پڑھنے میں باقاعدہ ہوں، نظامِ جماعت کی اطاعت کرنے والی ہوں، اجلاسوں اجتماعوں وغیرہ میں باقاعدہ شامل ہونے والی ہوں، ہر قسم کے تربیتی پروگراموں میں اپنے کاموں کا حرج کر کے حصہ لینے والی ہوں، نظامِ جماعت کی پوری طرح اطاعت گزار ہوں اور سب سے بڑھ کر اپنے بچوں کے لئے دعائیں کرنے والی ہوں تو ایسے گھروں کے بچے عموماً دین کی طرف رغبت رکھنے والے ہوتے ہیں اور ماں باپ کے بھی اطاعت گزار ہوتے ہیں اس لئے سب سے اہم اور ضروری چیز ہے کہ ماں باپ خود اپنے بچوں کے لئے نمونہ بنیں۔......''

''......پس اے احمدی ماؤں، وہ خوش نصیب ماؤں! جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اس زمانے کے امام کو پہچانا، اس کی اطاعت کا جُوآ اپنی گردنوں پر رکھا، دنیا کی مخالفت مول لی اور یہ عہد کیا کہ ہم ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اپنا اپنا جائزہ لیں اور دیکھیں کہیں ہم اس عہد سے دُور تو نہیں جا رہے۔ ہمارا دین کو دنیا پر مقدم رکھنا صرف اپنی ذات تک ہی محدود ہو کر تو نہیں رہ گیا۔ کیا ہم اس کو آگے بھی بڑھا رہے ہیں، کیا ہم نے اس

عہد کو آگے اپنی نسلوں میں منتقل کر دیا ہے۔ کیا ہماری گودوں میں پلنے والے عباد الرحمٰن اور صالحین کے گروہ میں شامل ہونے والے کہلانے کے حقدار ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے جو امانت ہمارے سپرد کی تھی، وہ امانت جو اللہ تعالیٰ نے ہماری کوکھوں سے اس لئے جنم دلوائی تھی کہ ہم انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور تحفہ کے طور پر پیش کرسکیں، ان کی تربیت کی ہے۔ کیا ہم اور ہمارے بچے خیر اُمّت کہلانے کے مستحق ہیں؟ اگر ہاں میں جواب ہے تو مبارک ہو۔ اگر نہیں تو یہ سب کچھ حاصل کرنے کے لئے آپ کو اپنی بھی اصلاح کرنی ہوگی۔ جہاں ضرورت ہو وہاں اپنے خاوندوں کو بھی دین کی طرف مائل کرنے کے لئے کوشش کرنی ہوگی۔ اپنے گھروں کے ماحول کو بھی ایسا پاکیزہ بنانا ہوگا جہاں میاں بیوی کا ماحول ایک نیک اور پاکیزہ ماحول کو جنم دے۔ اور یوں ہر احمدی گھرانہ ایک نیک اور پاکیزہ معاشرہ قائم کرنے والا بن جائے جس سے جو بچہ پیدا ہو، جو بچہ پروان چڑھے، وہ صالحین میں سے ہو۔ پس اپنی قدر و منزلت پہچانیں۔ کوئی احمدی عورت معاشرہ کی عام عورت کی طرح نہیں ہے۔ آپ تو وہ مائیں ہیں جن کے بارہ میں خدا کے رسول نے یہ بشارت دی ہے کہ جنت تمہارے پاؤں کے نیچے ہے۔ اور کون ماں چاہتی ہے کہ اس کی اولاد دنیا و آخرت کی جنتوں کی وارث نہ بنے۔ پس ایک نئے عزم کے ساتھ ہمت اور دعا سے کام لیتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ آپ تو خوش قسمت ہیں کہ خدا کے مقدس رسول اور مسیح پاک کی دعائیں بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ اے اللہ تو ہماری مدد کر اور ہماری نسلوں کو بھی (دین حق) پر قائم رکھ۔ اللہ کرے کہ آپ سب اپنی اولادوں کی صحیح تربیت کرنے والی اور ان کے حقوق ادا کرنے والی ہوں۔''

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ''......اگر آپ اپنے آپ کو اور اپنی آئندہ نسلوں کو دنیا کی غلاظتوں سے بچانا چاہتے ہیں تو اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دیں اور اپنے بچوں کو بھی ان غلاظتوں سے بچانے کی کوشش کریں اور اس کے لئے ان کے سامنے نیک نمونے قائم کریں تاکہ بچے بھی بڑوں کو دیکھ کر ایسی راہوں پر چلنے والے ہوں جو دین کی طرف لے جانے والی راہیں ہیں، جو خدا تعالیٰ کا قرب عطا کرنے والی راہیں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کا پیار سمیٹنے والی راہیں ہیں اور نتیجۃً دنیا و آخرت سنوارنے والی راہیں ہیں۔''

قارئین مصباح کو عید الفطر مبارک! خدا کرے کہ اہلِ جماعت اور اہلِ وطن کو عید کی سچی اور حقیقی خوشیاں نصیب ہوں۔ آمین

پاکیزہ منظوم کلام

اِک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار

ایک فرقاں ہے جو شک اور رَیب سے وہ پاک ہے
بعد اس کے ظنِّ غالب کو ہیں کرتے اختیار

پھر یہ نقلیں بھی اگر میری طرف سے پیش ہوں
تنگ ہو جائے مخالف پر مجالِ کار زار

باغ مُرجھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب ثمر
مَیں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار

مرہمِ عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا
میری مرہم سے شفا پائے گا ہر ملک و دیار

جھانکتے تھے نور کو وہ روزنِ دیوار سے
لیک جب در کھل گئے پھر ہو گئے شپّر شعار

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے اُمیدوار

پر ہوئے دیں کے لئے یہ لوگ مارِ آستیں
دشمنوں کو خوش کیا اور ہو گیا آزردہ یار

گو وہ کافر کہہ کے ہم سے دور تر ہیں جا پڑے
ان کے غم میں ہم تو پھر بھی ہیں حزین و دلفگار

ہم نے یہ مانا کہ ان کے دل ہیں پتھر ہو گئے
پھر بھی پتھر سے نکل سکتی ہے دینداری کی نار

کیسے ہی وہ سخت دل ہوں ہم نہیں ہیں نا اُمید
آیت لَا تَیْئَسُوا رکھتی ہے دل کو استوار

پیشہ ہے رونا ہمارا پیشِ ربِّ ذوالمنن
یہ شجر آخر کبھی اس نہر سے لائیں گے بار

شپّر: چمگادڑ۔ مارِ آستین: آستین کا سانپ۔ نار: آگ

افاضات

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

اولاد کی صحیح نہج پر تربیت کرنے کے تقاضے

''......جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ عباد الرحمٰن بنائیں۔ بچپن سے اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کریں۔ جب ذرا بات سمجھنے لگ جائیں تو جب بھی کوئی چیز دیں ابھی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں تو یہ کہہ کر دیں کہ یہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے دی ہے، اللہ میاں نے دی ہے۔ شکر کی عادت ڈالیں۔ پھر آہستہ آہستہ سمجھائیں کہ جو چیز مانگنی ہے اللہ میاں سے مانگو۔ پھر نمازوں کی عادت بچپن سے ہی ڈالنی ضروری ہے۔ آج کل بعض محنتی مائیں اپنے بچوں کو پانچ ساڑھے پانچ سال کی عمر میں قرآن شریف ختم کروالیتی ہیں۔ اکثریت ایسی ماؤں کی ہے کہ سکول تو بچے کو ساڑھے تین چار سال کی عمر میں بھیجنے کی خواہش کرتی ہیں اور بھیج بھی دیتی ہیں اور بچے اس عمر میں فقرے بنا بھی لیتے ہیں اور لکھ بھی لیتے ہیں لیکن نماز اور قرآن سکھانے اور پڑھانے کے متعلق کہو تو کہتے ہیں کہ ابھی چھوٹا ہے۔۔۔

......آج کل تو بچہ چار پانچ سال کی عمر میں تمیز اور فرق کر لیتا ہے۔

پھر ایک حدیث ہے۔ حضرت عمرو ابن شعیب سے مروی ہے کہ اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو۔ پھر دس سال کی عمر تک انہیں اس پر سختی سے کاربند کرو۔ نیز ان کے بستر الگ الگ بچھاؤ۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب متی یؤمر الغلام بالصلوۃ)

اب یہاں اس حدیث میں تربیت کا ایک اور اہم نکتہ بھی بتا دیا کہ نماز کی ادائیگی کا حکم دو تو بچے اب ایسی عمر میں پہنچ رہے ہیں جہاں بچپن سے نکل کر آگے جوانی میں قدم رکھنے والے ہیں تو ان کے بستر بھی علیحدہ کر دو۔ چاہے جو مرضی مجبوری ہو بہر حال بچوں کو اس عمر میں علیحدہ سونا چاہئے۔ اب ان کو علیحدہ سلاؤ بہت ساری بیماریوں سے، بہت سی قباحتوں سے بچوں کو محفوظ کر لوگے۔ ایک حیا، ایک حجاب کا شعور ان میں پیدا ہوگا۔ اور یہ بات پیدا کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ حیا بھی ایمان کا حصہ ہے۔''

''......پھر بچوں کی تربیت کے لئے، ان کی دنیاوی تعلیم ہے جس میں آج کل بہت کوشش کی جاتی ہے اور ہونی بھی

چاہئے تاکہ حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام کو پورا کرنے والے ہوں کہ ''میرے ماننے والے علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے''۔ اس میں دینی اور دنیاوی دونوں علوم شامل ہیں۔ لیکن یہاں بھی بعض مائیں یہ ساری باتیں مَیں وہ بیان کر رہا ہوں جو تجربے میں آتی ہیں، سامنے آتی ہیں، اکلوتے بچے یا اکلوتے بیٹے کو جو اچھا بھلا ذہین بھی ہوتا ہے شروع میں پڑھائی میں ٹھیک بھی ہوتا ہے بے جا لاڈ پیار کی وجہ سے کہ اکیلا بیٹا ہے، اس کے ناز نخرے اٹھائے جائیں، بگاڑ دیتی ہیں۔ اور وہ پڑھائی اور ہر کام سے بالکل بیزار ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ گھر والوں پر اور معاشرے پر بوجھ بن جاتا ہے۔ پھر فکر ہوتی ہے ماں باپ کو کہ ایک ہی ہمارا بچہ ہے وہ بھی بگڑ گیا ہے، دعا کریں ٹھیک ہو جائے، اس کی اصلاح ہو جائے۔ تو اگر شروع میں اس طرف توجہ ہوتی تو یہ صورت پیدا نہ ہوتی۔ بہرحال خدا تعالیٰ ایسے بچوں کی بھی اصلاح کرے، انہیں سیدھے راستے پر چلائے اور ماں باپ کو بھی ان کی طرف سے سکون حاصل ہو۔ لیکن جو بات مَیں کہہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ دینی تعلیم و تربیت کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اور خاص طور پر آج کل جبکہ ساری دنیا میں ہر ملک کا معاشرہ مادیت میں گھرا ہوا ہے تو بچے کو اپنے گھر کے ماحول میں زیادہ قریب لانے کی کوشش ہونی چاہئے۔ ماں باپ کا اپنے بچے کے ساتھ سلوک ایسا ہو کہ بچہ ایک ذاتی تعلق سمجھے ماں باپ کے ساتھ اور ماں باپ کو خود بھی ایک ذاتی تعلق ہو بچے کے ساتھ جو دوستی والا تعلق ہوتا ہے۔ بچہ زیادہ سے زیادہ ان کی تربیت کے زیر اثر رہے۔......''

''...... پھر اللہ تعالیٰ کا جماعت پر یہ بھی احسان ہے کہ جماعت کی برکت سے، ایک نظام کی برکت سے ہمیں جماعتی اور ذیلی تنظیموں کا نظام میسّر ہے۔ تربیتی کلاسیں ہیں، اجتماع ہیں، جلسے وغیرہ ہوتے ہیں جہاں بچوں کی تربیت کا انتظام بھی ہے۔ لیکن یہاں بھی وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو بچوں کو اجلاسوں وغیرہ میں بھیجیں اور جن کا نظام کے ساتھ مکمل تعاون ہو اور جو اپنے بچوں کو نظام کے ساتھ، (بیت الذکر) کے ساتھ، مشن کے ساتھ مکمل طور پر جوڑ کے رکھتے ہیں۔ بعض مائیں اپنے بچوں کو اجلاسوں وغیرہ میں اس لئے نہیں بھیجتیں کہ وہاں جا کر دوسرے بچوں سے غلط باتیں اور بدتمیزیاں سیکھتے ہیں۔ یہ تو پتہ نہیں کہ وہ بدتمیزیاں یا غلط باتیں سیکھتے ہیں کہ نہیں لیکن تجربے کی بات ہے کہ ایسے بچے بڑے ہو کر دین سے بھی پرے ہٹتے دیکھے گئے ہیں اور پھر وہ ماں باپ کے بھی کسی کام کے نہیں رہتے۔ اس لئے غلط ماحول سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ بچوں کو جماعتی نظام کے ماحول سے باندھ کر رکھیں۔

......بچوں کا علاوہ دنیاوی تعلیم کے (بیت الذکر) کے ساتھ، نظام کے ساتھ بھی تعلق پیدا کریں تاکہ ان کو اچھا ماحول

میسر ہو۔ایسا ماحول جو خدا اور خدا کے رسول ﷺ کی محبت دلوں میں پیدا کرنے والا ماحول ہو۔اعلیٰ اخلاق مہیا کرنے والا ماحول ہو۔اب آپ یہ تو تجربہ کر چکے ہیں جو یہاں انگلستان میں رہنے والے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کے بعد جو بچے (بیت) میں آنا شروع ہوئے، نظام سے، حضور کی صحبت سے فائدہ اٹھایا، ان کی کایا پلٹ گئی۔ اور دینی اور دنیوی دونوں لحاظ سے وہ کامیاب ہوئے۔اور تمام والدین کو اس کا تجربہ ہے اور برملا اس کا اظہار کرتے ہیں۔تو جو بچے باہر کے ماحول میں جائیں، آپ کے علم میں ہو کہ کہاں گئے ہیں۔کھیل کی گراؤنڈ میں گئے ہیں تو اس کے بعد سیدھے گھر واپس آئیں۔سکول گئے ہیں تو مغرب کے ماحول کا ان پر اثر تو نہیں ہو رہا۔اب تو خیر مشرق کا بھی یہی حال ہے مغرب والا۔بہرحال جوں جوں یہ نام نہاد نئی روشنی آرہی ہے ماں باپ کے لئے زیادہ لمحۂ فکریہ ہے۔بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔''

''......پھر بچوں کی تربیت کا ایک اہم پہلو جیسا کہ کہا گیا ہے ان کے ماحول پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔اس بارہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ بچوں کو گھر میں ایسا ماحول دیں کہ وہ زیادہ تر ماں باپ کی صحبت میں وقت گزاریں۔لیکن بہرحال بچوں نے سکول بھی جانا ہے، کھیلنا بھی ہے، دوستوں میں بھی اٹھنا بیٹھنا ہے۔تو دوست اور ماحول بھی بچے کے کردار پر بہت زیادہ اثر انداز ہو رہے ہوتے ہیں۔''

''......پھر ایک ضروری بات یہ ہے جو بچوں کی تربیت میں مدنظر رہنی چاہئے، خاص طور پر لڑکوں کی تربیت میں۔اکثر والدین لڑکوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔بعض تو لباس اور کھانے پینے وغیرہ میں بھی لڑکوں کو زیادہ فوقیت دیتے ہیں اور لڑکے لڑکی کے درمیان امتیازی سلوک ہو رہا ہوتا ہے۔لڑکا اگر اپنی بہن پر ہاتھ اٹھاتا ہے اس صورت میں یا تو اس کو کچھ نہیں کہا جاتا، کوئی بات نہیں، لڑ لیا، پرواہ نہ کی۔اگر بہن نے لڑکے کو مارا تو اس کو سزا مل جاتی ہے۔یا پھر ایسے والدین اگر بچے کو روکتے بھی ہیں تو اس طریق پر روکتے ہیں کہ کہنا، نہ کہنا یا روکنا نہ روکنا برابر ہوتا ہے۔پھر ایسے لڑکے لاڈ پیار میں بگڑتے چلے جاتے ہیں اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایسے لڑکے پھر نکھٹو، نکمے بن کر بیٹھے رہتے ہیں یا باہر پھر آئے۔پانی کا گلاس بھی اگر پینا ہے تو دو فٹ چل کر پی نہیں سکتے۔بہن سے کہیں گے، ماں سے کہیں گے کہ پانی پلا دو۔ اور ماں باپ آرام سے بیٹھے دیکھ رہے ہوتے ہیں، کوئی کچھ کہنے والا نہیں ہوتا۔اور یہ کوئی چھوٹی برائی نہیں ہے، بڑے ہو کر اس کے بھیانک نتائج سامنے آتے ہیں۔ایسا بچہ ماں باپ کے لئے دردسر بن جاتا ہے۔ان کو فکر ہوتی ہے کہ

ہمارے بعد اس کا کیا ہوگا۔ اگر صاحب جائیداد والدین ہیں تو پھر یہ فکر کہ ہمارے بعد یہ ساری جائیداد اُڑا دے گا۔ معاشرے پر بھی بوجھ ہے، نظام کے لئے بھی ہر وقت مشکل کھڑی کرنے والا ہوتا ہے۔ اور پھر کیونکہ بچپن سے ہی بہنوں کو دبا کر رکھنے اور ان کے حقوق کا خیال نہ رکھنے کی عادت ہوتی ہے تو پھر بہنوں کے جائیداد کے حصے بھی کھا جاتے ہیں۔ اور پھر علاوہ معاشی تنگی کے بعض لڑکیاں سسرال سے اور خاوندوں سے کچھ نہ لانے کے طعنے سنتی ہیں۔ تو یہ ایک ایسا خوفناک شیطانی چکر ہے جو ماں باپ کی ذرا سی غلطی سے دُور تک بدنتائج کا حامل ہوتا ہے۔ اور عموماً دیکھا گیا ہے کہ مائیں ہی ایسے لاڈ پیار کر کے بچوں کو بگاڑ رہی ہوتی ہیں اور اِلاّ ماشاء اللہ باپ بھی شامل ہو جاتے ہیں۔''

...... پھر ایک اور چھوٹی سی عادت ہے۔ کھانے کے آداب ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ بچے کھانا کھاتے ہوئے اتنا گند کر رہے ہوتے ہیں کہ جہاں وہ مہمان جائیں وہاں فرنیچر اور پردوں وغیرہ کا ایسا حال ہو رہا ہوتا ہے کہ گھر والا کانوں کو ہاتھ لگا رہا ہوتا ہے کہ میری توبہ جو آئندہ اس خاندان کو اپنے گھر دعوت پر بلاؤں، بلکہ شاید باقی دعوتوں سے بھی توبہ کر لے۔ اور پھر اگر گھر والے کے اپنے بچے سلجھے ہوئے ہوں تو دوسرے بچوں کو دیکھ کر وہ بھی دھما چوکڑی شروع کر دیتے ہیں، اس میں شامل ہو جاتے ہیں جو میزبان کی تلملاہٹ کا اور بھی زیادہ باعث بن جاتا ہے۔ تو یہ کوئی چھوٹی چھوٹی باتیں نہیں ہیں جن کے متعلق کہا جائے کہ کوئی بات نہیں، بڑے ہو کر خود ہی آداب آ جائیں گے۔ بڑے ہو کر یہ آداب نہیں آیا کرتے۔ میں نے تو ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ بڑے ہو کر کھانے کی عادتیں ایسی پختہ ہو جاتی ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ تو آنحضرت ﷺ نے ان کو چھوٹی بات نہیں سمجھا اور ہمیں اپنے عمل سے یہ آداب سکھائے ہیں۔''

''...... اب دیکھیں یہاں صرف کھانے کے آداب ہی نہیں سکھائے بلکہ یہ بھی سکھایا ہے کہ کھانا کھا کر ہاتھ دھو لیا کرو۔ خاص طور پر سالن وغیرہ قسم کا کھانا یا ایسا کھانا جس سے تمہارے ہاتھوں میں چکنائی، چپچپاہٹ یا بو آ جائے۔ بعض لوگ جو ہاتھ نہیں دھوتے ان کے ہاتھوں سے ایسی بو آ رہی ہوتی ہے کہ کھانا خواہ وہ خوشبودار ہی کہلائے اور کھانا کھاتے ہوئے چاہے وہ خوشبو اچھی لگ رہی ہو لیکن ان کے ہاتھوں سے اٹھتی ہوئی بہر حال اچھی نہیں لگ رہی ہوتی۔ تو یہ ہیں وہ آداب جو آنحضورؐ نے ہمیں سکھائے ہیں۔ اور یہ بچے کا حق ہے ماں باپ پر کہ وہ یہ تمام باتیں اپنے ماں باپ سے سیکھے۔''

اپنی اولاد کی انتہائی شفیق ماں

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اپنے ایک مضمون میں حضرت اماں جان کے بارے میں تحریر فرماتی ہیں۔ ”آپ بہترین ماں تھیں۔ آپ کا پر از محبت سینہ صافی نازک ترین مادرانہ جذبات کا حامل تھا۔ اتنا پیار اور اتنا خیال آخر ضعیفی کی عمر تک شاید کسی ماں سے اولاد کو ملا ہو گا سب جانتے ہیں کہ جب انسان زیادہ ضعیف اور قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں تو اس کے تمام فطری جذبات بھی قدرے ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور سست پڑ جاتے ہیں۔ ایک جمود اور بے حسی سی طاری ہو جاتی ہے والدین خود بچہ صفت ہو جاتے ہیں اور اپنے لئے ہی قدرتاً سہارے کے خواہاں ہوتے ہیں۔ ممتا کا رنگ بدل جاتا ہے مگر حضرت اماں جان کی ممتا ان کی اپنی اولاد کے لئے درد اور تڑپ اور اب تک ننھے بچے کی طرح ہم لوگوں کی چھوٹی چھوٹی تکالیف کا احساس اور خیال یہ نمونہ شاید ہی کہیں نظر آ سکے۔ دعاؤں پر زور تو تربیت حضرت مسیح موعودؑ کے زیر اثر اور اس ایمان کامل کے نتیجہ میں ایک ضروری اور لازمی تھا ہی اور ہمارے لئے کیا، میں نے آپ کو اپنی روحانی اولاد میں سے اکثر کے لئے ایسا تڑپ کر ایک آہ کے ساتھ پکار کر دعا کرتے سنا کہ شاید کبھی ان کی اپنی ماں نے نہ کی ہوگی۔

اس کے علاوہ آپ کی محبت آپ کا ہر تکلیف ہر احساس کا خیال رکھنا چھوٹی چھوٹی بات پر نظر رکھنا ان کو کوئی تکلیف تو نہیں چہرہ دیکھ کر مخفی افسردگی کو بھی پہچان لینا اور مضطرب ہو جانا میں تو کبھی بھی نہیں بھولوں گی نہ ہی اس نعمت کی کمی اس دنیا میں پوری ہو سکتی ہے۔ اس ضمن میں کچھ چھوٹے چھوٹے واقعات بھی تحریر ہیں۔ جو کہنے کو چھوٹے مگر اپنے اثر کے لحاظ سے بڑے ہیں۔ حضرت اماں جان بچوں کی ضرورت اور جذبات کا خیال رکھتی تھیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ”میں چار پانچ سال کا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ فیروز پور گئے۔ وہاں وزیر آباد کے شیخوں کی ایک مشہور دکان تھی غالباً شیخ نیاز محمد یا شیخ جان محمد صاحب کے والد کی دکان تھی۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود کی دعوت کی حضرت مسیح موعود مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ چلتی دفعہ والدہ صاحبہ نے میرے کان میں کہہ دیا کہ اگر دکان میں سے تمہیں کوئی چیز پسند آئے تو اپنے ابا سے کہنا وہ تمہیں لے دیں گے۔ وہ جنرل مرچنٹ تھے اور ان کی دکان پر انگریزی طرز کے بہت سے کھلونے تھے۔“

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں ”حضرت سیدنا بڑے بھائی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بچپن سے حضرت اماں جان سے بے حد مانوس تھے اور جوان بچوں والے ہو کر بھی چھوٹی چھوٹی بات جو شکایت ہو یا جو تکلیف ہو حضرت اماں جان کے پاس ہی ظاہر کرنا اور آپ کی محبت ہمدردی اور مشورہ سے تسکین پانا آپ کا ہمیشہ طریق رہا۔ ذرا سی بات ہے مگر ماں کی محبت ظاہر کرتی ہے کہ ایک میٹھے تاروں کے گولے سے ہوتے ہیں

جن کو ''مائی بڈھی کا جھاٹا'' کہہ کر ہمارے پنجاب میں فروخت کرتے اور بچے شوق سے کھاتے ہیں کہیں بچپن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو بھی پسند ہوگا۔ میں نے دیکھا ہے کہ بچوں کے پاس دیکھ کر حضرت اماں جان نے فوراً منگوایا کہ میاں کو پسند ہے ان کو دے کر آؤ۔''

امتہ القیوم صاحبہ جرمنی سے لکھتی ہیں کہ لاہور رتن باغ کی بات ہے ایک دن مُرمرے کے چھوٹے لڈو عام طور پر بچے کھاتے ہیں پلیٹ میں ڈال کر مجھے دیئے کہ جاؤ حضرت صاحب کو دے کر آؤ میں حضرت اقدس کے کمرہ میں گئی حضور فرش پر بیٹھے آگے چھوٹی سی میز رکھے کچھ تصنیف میں مصروف تھے آپ پلیٹ لے کر پاس رکھ کر کھانے لگے اور بہت خوش ہوئے شکریہ ادا کیا۔ میں نے واپس آکر بتایا۔ آپ بھی بہت خوش ہوئیں حضرت مصلح موعود بھی اپنی والدہ پر دل و جان سے فدا تھے اور آپ کو شعائر اللہ کا مقام اور درجہ دیتے تھے اور آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ حضرت اماں جان کسی اچانک پریشانی یا مشکل پر بھی بہت گھبراہٹ کا اظہار نہیں کرتی تھیں ایک دن لاہور میں شدید زلزلہ کے جھٹکے آئے آپ اندر کمرہ میں بالکل اطمینان سے لیٹی رہیں اوپر کی منزل تھی۔ باہر سے خادمہ نے شور مچایا کہ آپ جلدی سے باہر آجائیں پھر میں انہیں سہارا دے کر باہر لے آئی آپ بلاشبہ اس وقت دعا میں مصروف تھیں۔ آپ کو حضور کی فکر تھی جیسے ہی زلزلہ ختم ہوا تو آپ نے فرمایا جاؤ دیکھ کر آؤ کہ حضور کہاں ہیں؟ میں گئی دیکھا تو حضور کمرہ میں ہی تھے۔ کیونکہ آپ کے کمرہ کے آگے کوئی صحن نہ تھا بلکہ لمبا برآمدہ تھا۔

حضرت اماں جان جب دوسروں کے ساتھ حضرت مصلح موعود کا ذکر فرماتیں تو حضرت صاحب کہہ کر بات کرتیں لیکن جب حضور سے خود مخاطب ہوتیں تو بڑے پیار سے میاں کہا کرتی تھیں اس لفظ میں ماں کی مامتا کی مٹھاس تھی۔ ایک دفعہ محترمہ صاحبزادی امتہ الرشید صاحبہ کو میں نے بات کرتے سنا تو کہہ رہی تھیں کہ جب حضور کو کوئی بڑے بزرگوں میں سے میاں کہتا ہے تو بہت ہی پیارا لگتا ہے یہ سن کر بڑا لطف آتا ہے۔ ماں کا رشتہ ایسا ہی ہے کہ انسان ماں کے سامنے اپنے آپ کو بچہ ہی سمجھتا اور اسی میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ حضرت مصلح موعود نماز پر آتے جاتے قادیان میں حضرت اماں جان کے صحن سے دن میں پانچ دفعہ گزرتے تھے۔ جہاں آپ کا بچپن گزرا تھا۔ وہ یادیں تازہ ہوتی ہوں گی ضرور!۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ تحریر کرتی ہیں ''حضرت اماں جان منجھلے بھائی جان صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو پیار سے بشریٰ کہہ کر پکارتی تھیں اور کبھی کبھی منجھلے میاں بھی کہتی تھیں۔

حضرت اماں جان فرماتی تھیں کہ اول تو بچوں کو کبھی میں نے مارا نہیں ویسے ہی کسی شوخی پر اگر دھمکایا بھی ہو تو میرا بشریٰ ایسی بات کرتا کہ مجھے ہنسی آجاتی اور غصہ دکھانے کی نوبت بھی نہ آنے پاتی۔ ایک دفعہ شاید کپڑے بھگو لینے پر ہاتھ اٹھا کر دھمکی دی تو بہت گھبرا کر کہنے لگے ''نہ اماں جان کہیں چوڑیاں نہ ٹوٹ جائیں اور حضرت اماں جان نے مسکرا کر ہاتھ نیچے کر لیا۔''

حضرت اماں جان کو اپنے بچوں کی طبیعتوں کا

خاص علم تھا۔ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت اس قدر خودداری تھی کہ آپ فرماتے کہ میں نے بچپن میں بھی کبھی حضرت اماں جان سے اپنی کسی ضرورت کا اظہار نہیں کیا حضرت اماں جان اس معاملے میں میرے نازک جذبات کا احساس فرما کر خود ہی خیال رکھتی تھیں۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب جج عالمی عدالت (ہیگ) حضرت اماں جان کی شفقت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''جب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھتے تھے اور کالج ہوسٹل میں رہتے تھے تو سردیوں میں اوسطاً ہر مہینے حضرت اماں جان آپ کے لئے خشک میوہ ایک کنستر بھر کر ارسال فرمایا کرتی تھیں۔''

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ تحریر کرتی ہیں ''منجھلے بھائی جان حضرت اماں جان سے محبت بھی بے حد کرتے تھے اور ادب واحترام بھی عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا۔ روز آ کر پاس بیٹھنے کے علاوہ (بیت الذکر) میں جاتے آتے وقت بھی ضرور خیریت پوچھ کر اور باتیں کر کے جاتے۔ اپنے دل کا ہر درد دکھ حضرت اماں جان سے بیان کرتے اور حضرت اماں جان کی دعا پیار و محبت و تسلی کی باتوں سے تسکین پاتے حضرت اماں جان کی ملازمہ تک کو ادب سے پکارتے اور ہر طرح کا خیال رکھتے جب کسی بڑھیا ملازمہ سے مذاق کرتے تو بڑے ہی انکسار سے کہ سب ہنس دیتے...... ابتدا سے ہی جب آمدنی کم اور گزارا اپنا بھی مشکل ہوتا تھا ضرور ہر ماہ چپکے سے کچھ رقم حضرت اماں جان کے ہاتھ میں ادب اور خاموشی سے دے دیتے۔ آپ کو کوئی حاجت نہ تھی۔ مگر ان کی دلداری کے خیال سے واپس نہیں کرتی تھیں۔ آپ کو ہر وقت اماں جان کے آرام کا خیال اور خدمت کی تڑپ تھی اس معاملہ میں وہ بالکل بڑے بھائی کے نقش قدم پر چلے اور آپ سے کم نہ رہے آپ کی آخری بیماری میں پروانہ وار پھرتے تھے کسی وقت ان کے دل کو چین نہ تھا برآمدے میں ہی ٹہلتے اور وہیں رہتے کئی بار آ کر دیکھتے ہاتھ پکڑتے ...... کہتے اور چلے جاتے ہر وقت بعض پردہ دار خدمت کرنے والیوں کی وجہ سے کمرہ میں رہ نہیں سکتے تھے ورنہ وہ پلنگ کی پٹی نہ چھوڑتے۔......

اسی طرح کھانے پر خیال رہتا یہ میرے ''بشریٰ'' (حضرت منجھلے بھائی صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب) کی پسند ہے، کوئی دے کر آئے ان کو ابھی، اور اہتمام سے بھی ان کی شوق کی چیز تیار کروا کر بھجواتی رہتی تھیں ذرا خاموش سا دیکھتیں تو پریشان ہو جاتی تھیں۔......

اپریل 52ء میں وفات سے کوئی دو یا تین روز پہلے کی بات ہے ضعف بے حد طاری ہو چکا تھا۔ ہر وقت غفلت طاری رہتی تھی بس ایک سانس تھا جو گویا حکم الٰہی کا منتظر چل رہا تھا۔ ہم لوگ (عورتیں) خدمت میں اندر حاضر رہتے اور حضرت منجھلے بھائی اور دیگر افرادِ خاندان برآمدے میں ہوتے حضرت منجھلے بھائی صاحب کو بے حد تڑپ تھی کہ کسی وقت حضرت اماں جان ذرا آنکھ کھولیں تو میں مل لوں۔ ایک دفعہ ہوشیار دیکھ کر ان کو جلدی سے اندر بلا لیا ہاتھ پکڑ کر بیٹھ گئے۔ طبیعت پوچھی، حسب معمول ''اچھی ہوں'' کہا مگر جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو مجھے

آہستہ سے کہنے لگیں کہ شریف کو چائے پلوا دو۔ اس کے سر میں درد ہو جائے گا یا تو اس ضعف کی حالت میں حضرت منجھلے بھائی کو چھوٹے بھائی صاحب (حضرت مرزا شریف احمد صاحب) سمجھا یا ان کے بھی دیکھنے کی خواہش ہو گی۔ اور خیال کیا کہ وہ بھی باہر ہوں گے اور آ گئے ہوں گے۔ وہ لاہور میں تھے اور علیل تھے۔ اس وقت تک پہنچ نہ سکے تھے۔ یا آ کر دوبارہ جا چکے تھے۔ غالباً کیونکہ یہ واقعہ بہت ہی وفات کے قریب کے وقت کا ہے اس سے آپ لوگ اس بے نظیر مادری محبت کا اندازہ کر لیں کہ گویا آخری دم ہیں ''اور شریف'' کے سر کے درد کا اور ان کی چائے کا فکر ہے۔ گویا بیماری میں بھی حضرت اماں جان کو خیال تھا کہ آپ کی اولاد آپ کے پیارے آپ کی تکلیف اور بیماری سے پریشان نہ ہوں۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ حضرت اماں جان کی محبتوں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتی ہیں اس کے بعد (یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد) میری زندگی میں ایک دوسرا مرحلہ آیا یعنی میرے میاں مرحوم کی وفات۔ ان کے بعد ایک بار اور میں نے اس ''چشمۂ محبت'' کو پورے زور سے پھوٹتے دیکھا۔ جیسے بارش برستے یکدم ایک چھپڑا کے سے گرنے لگتی ہے۔ اس وقت وہی بابرکت ہستی تھی۔ وہی رحمت اور شفقت کا مجسمہ تھا، جو بظاہر اس دنیا میں خدا تعالیٰ رفیق اعلیٰ و رحیم و کریم ذات کے بعد میرا رفیق ثابت ہوا۔ جس کے پیار نے میرے زخم پر مرہم رکھا جس نے مجھے بھلا دیا تھا کہ میں ایک بیوہ ہوں بلکہ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں کہیں جا کر پھر آغوش مادر میں واپس آ گئی ہوں۔

محترمہ آپا آصفہ مسعودہ بیگم صاحبہ تحریر کرتی ہیں۔

''میرے والد (نواب محمد علی خان) کی بیماری میں اکثر بلند آواز میں حضرت اماں جان یہ دعا کرتی ہوئی سنی گئیں کہ یا اللہ میری مبارکہ کا سہاگ سلامت رکھنا مگر ان کی وفات کے بعد کوئی بے صبری کا جملہ ہم نے نہیں سنا۔ جب میری امی کی عدت پوری ہوئی تو اپنے گھر دعوت پر بلایا اور اپنے ہاتھوں سے چوڑیاں پہنائیں اور یہ کہ بس اب سوگ ختم ہوا اب جو چاہو پہنو اور سنگھار کرو گویا اپنے گھر سے ہی اس بدعت کو رد کر دیا کہ بیوہ کے لئے زینت کرنے کی مناہی ہے اس کے بعد کئی لوگ امی پر چھپے لفظوں میں تنقید کرتے رہے کہ اس عمر میں بنی ٹھنی رہتی ہیں۔ (میری امی اگر کسی کو یاد ہیں تو کبھی اس نے ان کو بُرے حالوں میں نہیں دیکھا ہوگا) میری امی اکثر کہتی تھیں مجھے اماں جان نے سنگھار کروایا تھا اس لئے میں کبھی نہیں چھوڑوں گی۔''

میرے خیال میں حضرت اماں جان حضرت مسیح موعودؑ کے الہام ''تنشاء فی الحلیة'' (وہ زیور میں پلے گی)۔ جو نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے لئے ہوا تھا۔ اس کے پیش نظر اپنی بیٹی کو سجا بنا دیکھنا چاہتی تھیں۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اپنے ایک مضمون میں لکھتی ہیں کہ ''حضرت اماں جان کو اپنی اولاد کی چھوٹی چھوٹی ضرورت کا احساس رہتا تھا۔ ایسے واقعات جو اگرچہ چھوٹے ہیں۔ مگر اپنے اثر کے لحاظ سے بڑے ہیں۔ ایک بار لاہور میں مَیں نے ضروری

اشیاء کی خرید سے واپسی پر ویسے ہی ذکر کر دیا کہ ایک قمیض کا ٹکڑا خاص میری پسند کا رنگ تھا مگر اس وقت بالکل گنجائش نہ تھی چھوڑ آئی صبر کر کے خاموش ہوگئی۔ آپ نے پوچھا کیسا تھا کس دکان پر تھا مگر بظاہر گویا بالکل سرسری سا سوال۔ دو پہر بھر چپ سی رہیں تیسرے پہر کار منگوائی اور تھوڑی دیر کے بعد تشریف لائیں اور وہی کپڑا ایک قمیض کا میرے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ لو بنواؤ اور پہنو۔ ساری دوپہر میرا جی بے چین رہا۔ میرے دل میں جیسے کوئی چٹکیاں لے رہا ہو کہ میری بچی اس وقت روپیہ کم ہونے کی وجہ سے اپنا دل مار کر آگئی؟

میری بے بی (آصفہ بیگم) جب مجھ سے (میرے میاں مرحوم کے بعد خصوصاً لاہور میں پارٹیشن کے زمانہ میں) کچھ طلب کرتی یا خواہش کرتی تو اکثر اس کو فرماتیں کہ بے بی تو میری بچی کو نہ ستایا کر جو تیرا دل چاہے مجھ سے کہہ۔ مجھ سے مانگ میں دوں گی،۔ اس کو کچھ نہ کہہ۔ ان ایام میں حالات کچھ ویسے ہی تھے میں نے کبھی ظاہر نہیں کیا تھا۔ مگر خاموشی سے میرے پاس کچھ روپیہ رکھ جانا کہ لو تم کو ضروریات کی تکلیف نہ ہو۔ تمہیں آج کل کہیں سے خرچ نہیں آرہا۔''

آپ کی چھوٹی بیٹی حضرت امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ چار سال کی تھیں جب حضرت مسیح موعودؑ کا انتقال ہوا۔ حضرت اماں جان نے اس خیال سے کہ ننھی بچے باپ کی شفقت کی کمی محسوس نہ کرے۔ بچی کے سامنے حضور کا ذکر کرنا ہی بند کر دیا۔ چنانچہ آپا طاہرہ صدیقہ صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب تحریر کرتی ہیں۔

''حضرت مسیح موعودؑ آپ کو چار سال کی عمر میں اپنے مولا کے سپرد کر گئے۔ اور حضرت اماں جان نے اس معصوم دل سے، غم اور صدمہ مٹانے کے لئے اتنی احتیاط کی کہ خود بھی لوگوں کو بھی میری امی کے سامنے حضرت اقدس کا نام تک لینے سے منع کر دیا۔ اور آپ کو اپنی ساری شفقتیں اور محبتیں دیں اور بے حد ناز و نعمت میں پرورش کی میری امی کو بے حد پیار دیا۔ ہمیشہ ان کا بے حد خیال رکھا۔ شادی کے بعد بھی اکثر پوچھتی تھیں بیٹی تمہیں کوئی ضرورت ہے تو بتاؤ۔ ...... اور حضرت اماں جان خود ہی امی کی ضرورت کا خیال رکھتیں۔''

صاحبزادی فوزیہ شمیم تحریر کرتی ہیں۔

''اماں جان کے لاڈ پیار کا یہ حال تھا کہ امی بتایا کرتی تھیں کہ اماں جان مجھے کبھی سوتے میں نہ جگاتی تھیں۔ سکول جانے کا زمانہ آیا تو بچپن کی وجہ سے ضد کرنے لگی۔ اماں جان نے سارا اسکول گھر میں منگالیا۔''

حضرت اماں جان کو اپنی چھوٹی بیٹی کی ضروریات جذبات اور فکروں کا بھرپور احساس تھا۔

چنانچہ صاحبزادی قدسیہ بیگم مرزا مجید احمد صاحب تحریر کرتی ہیں۔ ''رتن باغ میں امی کا کیش بکس چوری ہوگیا۔ ابھی میری شادی نہیں ہوئی تھی۔ حالات تو ایسے ہی تھے۔ امی پریشان، اماں جان کو پتہ لگا کہ میری بیٹی کا کیش بکس چوری ہوگیا اور وہ پریشان ہے آپ نے میرے ابا جان کو راز دار بنایا اور کچھ رقم دی کہ ایک کیش بکس خرید لاؤ اور اسے مکمل کر کے مجھے دو۔ پیڈ، قلم، کاغذ، کٹر پن وغیرہ، ایک بٹوہ لیا جس میں دس روپے کا نوٹ رکھا غرض یہ کہ مکمل چیزیں رکھ کر امی کو بھجوایا۔''

میری ماں

ماں کی ممتا، چاند کی ٹھنڈک ، شیتل شیتل نور
اس کی چھایا میں تو جلتی دھوپ بھی ہو کافور

بچپن سے یہ درس دیئے کہ دکھ نہ کسی کو دو
اپنا درد چھپائے اس کا درد نہ جانے کو

سُچی، صاف، کھری اور سچی اس کی ہر اک بات
رہ میں نور بکھیرے اس کی اُجلی اُجلی ذات

وِیروں پہ قربان یہ اپنی بہنوں کی غمخوار
کوئی کرے یا نہ پر اس کے دل میں گہرا پیار

فرض کا ہے احساس اسے تو رشتوں کی پہچان
اپنے بنس کی لاج نبھائے ہر لحظہ ہر آن

بنس: خاندان، گھرانہ، کنبہ، نسل

غم کی آندھی آئے یا ہو مشکل کا طوفان
ہر بپتا کو ایسے جھیلے جیسے ایک چٹان

اس میں اَنا کا روپ بھی ہے خودداری کی بھی شان
سر نہ جھکے بندے کے آگے اس کا ہے ایمان

یہ چاہے کہ اس کے دکھ کو دُوجا جان نہ پائے
سب سو جائیں رات سمے یہ چُھپ چُھپ نیر بہائے

چہرہ ساکن سینے میں پر اُٹھیں لاکھ اُبال
جانے والے چلے گئے پتھر میں دراڑیں ڈال

مالک اس چھتناور پیڑ کی سدا رہے ہریالی
اس بگیا کی خیر ہو داتا تو ہی اس کا والی

تربیت اولاد کے نفسیاتی پہلو

مشہور سوئس ماہر نفسیات ژالی پیاژے لکھتے ہیں کہ تربیت سے پہلے بچوں کو سمجھنا زیادہ ضروری ہے اور یہ کہ تربیت کو بنیادی طور پر چار ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

دَور اوّل پیدائش سے دو سال کی عمر تک ہے جس میں بچہ کو منع بھی کیا جائے تو وہ باز نہیں آتا اس لئے بہتر ہے کہ اسے تجربہ سے سیکھنے دیں۔ اسی طرح وہ اپنے ماحول کا جائزہ لیتا اور نقالی کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ گھر کے ماحول کا عادی ہو جائے گا، آپ نماز پڑھیں گے تو وہ بھی ساتھ دینے کی کوشش کرے گا۔

دوسرا دَور دو سے سات سال کا ہے جس میں بچہ زبان اور نئی باتیں سیکھتا ہے۔ ایسے میں اسے اچھی باتوں پر شاباش اور بری باتوں پر سمجھانا بہت ضروری ہے۔ اس دور میں بچہ کے کہانیاں سننے کے شوق سے فائدہ اٹھا کر اس کی تربیت کرنی چاہئے۔ بچہ بہت سے سوالات بھی کرے گا، آپ صحیح جواب (معلوم ہو تو) بتائیں ورنہ غلط بات نہ بتائیں۔ نیز بچہ کو اندھیرے وغیرہ سے مت ڈرائیں، سزا دینے سے بھی پرہیز کریں کیونکہ اس سے ضد پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ اس عمر میں ضرورت سے زیادہ رعب یا لاڈ پیار دونوں غلط ہیں۔

تیسرا دَور سات سے گیارہ سال کا ہے جس میں بچہ دوسرے بچوں سے تعارف حاصل کرتا ہے۔ والدین بچوں کی اعلیٰ تربیت کرنا چاہیں تو انہیں اپنے سب بچوں سے مساوی سلوک کرنا چاہئے۔ نیز بچے کے دوستوں کا انتخاب خود کیجئے کیونکہ یہ اس کے کردار کا اہم حصہ ہے۔

چوتھا دَور جو گیارہ سے پندرہ سال تک ہے اور یہ بہت اہم دور ہے کیونکہ بچہ بلوغت کی راہ دیکھ رہا ہے۔ اس عمر میں تربیت کی کمی کے اثرات عمر بھر کے لئے مرتب ہو سکتے ہیں۔ اب اُسے دلائل سے قائل کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ زور سے۔ بچہ کو دوست بنالیں تو وہ آپ کی عزت کرے گا اور اپنے مسائل میں آپ سے مشورہ لے گا۔

(سہ ماہی اسماعیل جولائی تا ستمبر 2012ء)

☆☆☆☆

ماں

ماں کتنا پیارا لفظ ہے۔ جس کے زبان پر آتے ہی کسی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں کا احساس ہونے لگتا ہے۔ جیسے محبت خود بول اٹھی ہو۔ یہ وجود کیا ہے؟ محبت کا ایک بحر بےکراں ہے۔ جس کی محبت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت سے مثال دی بلکہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم سے ستر (70) ماؤں سے بڑھ کر محبت کرتا ہے۔ اس ماں کے لئے لوگ سال کا ایک دن مناتے ہیں۔ جسے دنیا Mothers day کہتی ہے۔ کیا ایک ماں کا یہی درجہ ہے؟ یہی حق ہے کہ سال کے 365 دنوں میں سے ایک دن اسے یاد کیا جائے۔ اس دن اسے نیک خواہشات پہنچا دی جائیں۔ (یعنی wish کیا جائے۔) باقی 364 دن اسے بھلائے رکھو۔ کیا خوب کیا اس نے بچے کی پرورش میں جو کاوش کی جو مصیبت جھیلی، اتنے دکھ جھیلے کیا وہ صرف ایک دن کی توجہ کے لئے تھے؟

چلیں مغربی ممالک یا عیسائی دنیا تک تو ٹھیک ہے۔ کہ وہ جو چھوٹی عمر میں ہی اپنے والدین کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ بلکہ بوڑھے ماں باپ کو اپنے ساتھ رکھنے یا ان کے ساتھ رہنے کی بجائے انہیں Old people home میں داخل کر دیتے ہیں۔ پھر مڑ کر خبر بھی نہیں لیتے۔ لیکن کیا ہمارے دین میں اس کی کوئی گنجائش ہے؟

دین تو والدین کا خاص طور پر ماں کا خیال رکھنے کی بھرپور تلقین کرتا ہے۔ لوگوں کو اپنے یعنی اللہ کے ہمیں کسی کا شکر ادا کرنے کو کہتا ہے تو وہ والدین ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: ''اور ہم نے یہ کہتے ہوئے کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر، انسان کو اپنے والدین کے متعلق احسان کرنے کا تاکیدی حکم دیا تھا (اور) اس کی ماں نے اسے کمزوری کے (ایک دور سے) ہمیں کمزوری کے دوسرے دور میں اٹھایا تھا......'' (سورۃ لقمن آیت 15)

مزید فرماتا ہے: ترجمہ: ''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے احسان کی تعلیم دی تھی کیونکہ اس کی ماں نے اس کو تکلیف کے ساتھ پیٹ میں اٹھایا۔ اور پھر تکلیف کے ساتھ اس کو جنا تھا اور اس کے اٹھانے اور اس کے دودھ پلانے پر 30 مہینے لگے تھے......'' (سورۃ الاحقاف آیت 16)

یوں تو اللہ تعالیٰ نے والدین سے حسن سلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔ یعنی دونوں ماں اور باپ سے اور فرمایا کہ انہیں اُف تک نہ کہو جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ فرماتا ہے: ''تیرے رب نے (اس بات کا) تاکیدی حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور (نیز یہ کہ اپنے) ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کسی ایک پر۔ یا ان دونوں پر تیری زندگی میں بڑھاپا آجائے۔ تو انہیں (ان کی) کسی بات پر ناپسندیدگی کا

اظہار کرتے ہوئے اُف تک نہ کہہ۔اور نہ انہیں جھڑک اوران سے ہمیشہ نرمی سے بات کر(اور)رحم کے جذبے کے ماتحت ان کے سامنے عاجزانہ رویہ اختیار کراوران کے لئے دعا کرتے ہوئے کہا کروکہ اے میرے رب ان پرمہربانی فرما کیونکہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔" (سورۃ بنی اسرائیل آیت 21 تا 24)

دونوں ماں باپ قابل تعظیم واطاعت ہیں۔دونوں ہی فرمانبرداری اورحسن سلوک واحسان ومحبت کے حقدار ہیں۔سوائے اس کے کہ وہ شرک کا حکم دیں۔یا ایسا حکم دیں جو خدااوراس کے رسول کے احکامات کے خلاف ہے۔صرف وہاں اطاعت نہیں کرنی۔لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ماں کو باپ سے بڑھ کر درجہ دیا ہے۔جیسا کہ آیات بالا سے ظاہر ہے اور ایک حدیث ہے کہ:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرتﷺ کی خدمت میں حاضر ہوااور عرض کی کہ لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں،اس نے پوچھا پھر کون۔آپؐ نے فرمایا۔تیری ماں اس نے پھر پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔اس نے چوتھی بار پوچھا پھرکون؟ آپؐ نے فرمایا ماں کے بعد تیرا باپ تیرے حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہے۔پھر درجہ بہ درجہ تیرے قریبی رشتہ دار۔" (بخاری ومسلم)

اور یہ حدیث سن کرتو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں دل خوف سے بھرجاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضورﷺ نے فرمایا کہ"مٹی میں ملے اس کی ناک۔مٹی میں ملے اس کی ناک۔(یہ الفاظ آپ نے تین مرتبہ دہرائے) یعنی ایسا شخص قابل مذمت اور بدقسمت ہے۔لوگوں نے عرض کیا حضور کون سا شخص آپ نے فرمایا۔وہ شخص جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایااور پھران کی خدمت کرکے جنت میں داخل نہ ہوسکا۔"

لیکن آج کل ہم کیا دیکھتے ہیں۔کہ اکثر گھروں میں یہ شکایت ہے کہ اولاد خاص طور پر بیٹے ان کو پوچھتے نہیں۔ایک ماں نے بتایا کہ میرا بیٹا دوسرے شہر رہتا ہے کافی دیر سے رابطہ نہ ہوا تو میں نے گھبرا کرفون کیا کہ خیریت پوچھوں تو الٹا مجھ سے لڑنے لگا۔کہ آپ فون بھی نہیں کرتیں۔بھول گئی ہیں۔یہ اوروہ میں نے اس پر کہا کہ میں نے بچپن سے لے کر جوانی تک تمہاری دیکھ بھال کی۔تمہارا خیال رکھا۔کیا اَب میرا حق نہیں کہ تم مجھے پوچھو۔میرا خیال کرو۔

ہزاروں ایسے واقعات بھرے پڑے ہیں۔بعض دفعہ بیٹے شادی کے بعد صرف اپنے سسرال کے ہوکر رہ جاتے ہیں۔کہ گمان ہوتا ہے کہ انہوں نے بہو بیاہ کر لانے کی بجائے بیٹے کورخصت کیا ہے۔

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے۔جہاں بیٹیاں ماں باپ کا زیادہ خیال رکھ رہی ہوتی ہیں۔اوراس کے نتیجے میں وہ ان کا زیادہ پیار اور توجہ لے لیتی ہیں۔تو بیٹے بجائے

شرمندہ ہونے کے جل کر ماں باپ سے شکوے اور لڑائیاں شروع کر دیتے ہیں کہ ہم سے زیادہ بیٹیوں سے پیار ہے۔

کبھی ماؤں کی کمزوریوں پر الجھ کر ان سے لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان سے اونچی آواز میں بات کرتے ہیں۔

کیا قرآن مجید اور احادیث کی تعلیم کا آپ پر کچھ بھی اثر نہیں۔ دیکھو ایک ماں کیا التجا کر رہی ہے

جب میں باتیں کرتے کرتے رک جاؤں خود کو دہراؤں
ٹوٹا ربط پکڑ نہ پاؤں یادِ ماضی میں کھو جاؤں
آسانی سے سمجھ نہ پاؤں۔ مجھ کو نرمی سے سمجھانا
مجھ سے مت بیکار الجھنا، مجھے سمجھنا
اکتا کر، گھبرا کر، مجھ کو ڈانٹ نہ دینا
بھول نہ جانا جب تم ننھے منے سے تھے
ایک کہانی سو بار سنا کرتے تھے
اور میں کتنی چاہت سے ہر بار سنایا کرتی تھی
جو کچھ دہرانے کو کہتے میں دھرایا کرتی تھی

کمپیوٹر بھی ایک نئی ایجاد ہے۔ کبھی علم سے محبت رکھنے والی شوقین بوڑھی مائیں اسے سیکھنا اور سمجھنا چاہتی ہیں اور بچوں سے کبھی بھول کر پوچھ بیٹھیں تو انہیں جھنجھلا کر چڑ کر یہ کہتے بھی سنا گیا ہے کہ میرا تو چار سال کا بیٹا بھی کمپیوٹر چلا لیتا ہے۔ اور آپ کو ابھی تک سمجھ نہیں آتی۔ اللہ کے بندے۔ اس دور کے بچے تو ہیں ہی کمپیوٹر کے دور کے۔ تمہارے بچپن میں بھی یہ ایجاد عام نہ تھی۔ تم نے بھی تو سکول کالج جا کر ہی سیکھا۔ اگر بڑھاپے میں تمہاری ماں یہ نیا فن سیکھنا چاہ رہی ہے تو تمہیں تو اس پر فخر ہونا چاہئے۔

انٹرنیٹ، موبائل جیسی نئی ایجادوں کو
گر میں جلدی سمجھ نہ پاؤں،
وقت سے کچھ پیچھے رہ جاؤں
مجھ پر حیرت سے مت ہنسنا اور کوئی فقرہ نہ کہنا
مجھ کو مہلت دے دینا شاید کچھ میں سیکھ سکوں
بھول نہ جانا
میں نے برسوں محنت کر کے تم کو کیا کیا سکھلایا تھا!
کھانا، پینا چلنا پھرنا، ملنا جلنا، لکھنا پڑھنا
اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے اس دنیا کی، آگے بڑھنا

ایک دن کی بجائے اگر آپ پورے 365 دن بھی اپنی ماں کو دیں تو وہ بھی کم ہے۔ اگر آپ اپنے دن کے چند لمحے بھی ماں کو دے دیں اسے پوچھ لیں کہ کیسی ہو ماں۔ کوئی ضرورت تو نہیں۔ کوئی کام تو نہیں وہ اسی پر خوش ہو کر۔ آپ کو ڈھیروں دعائیں دے گی۔ اس کی قدر کریں۔ اس کو عزت دیں اس کا خیال رکھیں۔ جہاں تک ہو سکے اس کی خدمت کریں۔ تا اللہ بھی آپ سے خوش ہو اور آپ کی عاقبت سنور جائے۔

اور میری ماؤں سے بھی التجا ہے کہ اپنی اولاد کے لئے ٹھنڈی چھپر چھاؤں بنیں۔ انہیں اپنی ممتا کے پروں کے نیچے حفاظت میں لے لیں اور جب آپ اللہ سے اولاد مانگتی ہیں تو نیک اور صالح اولاد مانگیں۔ اور ساتھ ہی اللہ میاں سے یہ دعا بھی کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو محبت کرنے والی خدمت کرنے والی قدر دان اولاد عطا کرے۔ آمین

کتاب ایپ e-book کتب کی اشاعت کی جدید ترین شکل ہے

کتاب کی جدید ترین شکل (e-book) ہے۔ جس کا اُردو ترجمہ ''برقی کتاب یا ''ای کتاب'' ہے۔ ای بک ایسی کتاب ہے جسے قلم سے لکھا نہیں بلکہ بورڈ سے کمپوز کیا جاتا ہے۔ (اگرچہ مصنف نے ابتدائی مسودہ قلم سے ہی کیوں نہ لکھا ہو) اور کاغذ پہ چھاپا نہیں بلکہ سکرین پر دکھایا جاتا ہے۔ یہ سکرین کمپیوٹر کی بھی ہوسکتی ہے سمارٹ فون کی بھی۔

تاریخ میں سب سے پہلے ای بک کا تصور مائیکل ہارٹ نے 1971ء میں ''پراجیکٹ گٹنبرگ'' کے تحت متعارف کروایا۔ اس منصوبے کا مقصد ''پبلک ڈومین'' یعنی حقوق سے آزاد کتب کو مفت لوگوں تک پہنچانا تھا۔ چونکہ کاغذ اور پریس کے اخراجات کے باعث کاغذی شکل میں ایسا ممکن نہیں تھا، اس لئے ای کتب کا تصور سامنے لایا گیا۔ لیکن درحقیقت ای کتب کو مقبولیت اور پذیرائی اس وقت ملی جب سمارٹ فونز اور ٹیبلٹس (Tablets) وجود میں آئیں۔ اس ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سے مغربی ناشرین نے باقاعدہ ''ای پبلشنگ'' کا نظام، متعارف کروایا اور ای کتب دھڑا دھڑ شائع ہونے لگیں۔ ای کتب کی بے پناہ مقبولیت کا راز ان کے فوائد میں پنہاں ہے۔ جو انہیں کاغذی کتب کے مقابلے میں تقویت بخشتے ہیں۔

ای کتب کے اہم فوائد:

چونکہ ای کتب کی اشاعت میں کاغذ اور پریس مشینری کے اخراجات شامل نہیں ہوتے۔ اس لئے یہ کاغذی کتب کے مقابلے میں نہ صرف سستی ہوتی ہیں بلکہ مفت بھی مل جاتی ہیں۔ دنیا بھر کی زبانوں کی بیش تر پبلک ڈومین کتب تو اب ای کتب کی شکل میں مفت ہی دستیاب ہیں۔

بآسانی، فوری اور ہر جگہ دستیابی ایک بہت بڑا فائدہ ہے۔ اگر رات کے تین بجے کسی دور دراز علاقے میں بھی آپ کا مطالعے کا شوق جاگ اٹھا ہے، تو آپ ای کتاب اسی وقت اسی جگہ بیٹھے حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ اپنی جیب میں لاتعداد کتابیں لے کے گھوم سکتے ہیں، جس کا فائدہ یہ ہے کہ کہیں بھی کسی بھی وقت کسی بھی کتاب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

ای کتب نے کتاب کو ٹیکنالوجی سے ہم آہنگ کر دیا ہے۔ آج کے دور میں جب سمارٹ فون ایک ایسی ضرورت بن چکا ہے کہ آپ اس سے دس منٹ بھی دوری برداشت نہیں کر سکتے، کتابوں کی آپ کے فون میں موجودگی مطالعے کے لئے ایک بہت بڑی کشش بن سکتی ہے۔

ای کتب زبان اور ادبی سرمایے کو تحفظ فراہم کرتی ہیں۔ کتاب کی ایک لاکھ نقول بھی جلا کے بھسم کر دی جائیں۔ (جیسا کہ ماضی میں ہوتا بھی رہا ہے) تو بھی ای کتاب کی لاکھوں نقول جو دنیا بھر میں پھیلے ہوئے لوگوں کے کمپیوٹرز اور فونز میں موجود ہوں، ان کو ختم کرنا قریباً ناممکن ہے۔

اُردو ای کتب اور ایک مغالطہ

ٹیکنالوجی کے تمام تر معاملات کی طرح مشرق اور بالخصوص اہل اردو، ای کتب کے معاملے میں بھی دنیا سے کہیں پیچھے ہیں۔ پچھلے کچھ سالوں میں انٹرنیٹ کی مقبولیت نے اُردو کتابوں کو ''آن لائن'' پڑھنے کے رجحان میں اضافہ تو کیا ہے، مگر ہمارے لوگ ابھی بھی ای کتاب سے ناواقف ہیں۔ کتابوں کو ''اسکین'' کر کے ''پی ڈی ایف'' کی شکل میں ہی ''اپلوڈ'' up load کرنے کا نام ای کتاب اور اس عمل کو'' ای پبلشنگ ''سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ درحقیقت ای کتاب ایک بالکل مختلف چیز ہے۔

ای کتب پی ڈی ایف نہیں ہوتیں

تکنیکی طور پر ای کتاب پی ڈی ایف نہیں ہوتی، بلکہ اس کے لئے عالمی سطح پر کچھ خاص فارمیٹ استعمال کیے جاتے ہیں، جن میں سب سے زیادہ مقبول ''ای پب'' (EPUB) ہے۔ اور شاید آنے والے عرصے میں یہی ایک فارمیٹ باقی رہ جائے۔ ای پب پرمبنی کتب کو پڑھنے کے لئے خاص سافٹ ویئر (Soft ware) ہوتا ہے، جو کمپیوٹر پر پروگرام اور سمارٹ فون پر ''ایپ' کی صورت میں انسٹال (Install) کیا جاتا ہے۔ اس سافٹ ویئر اور ای ایپ کی ملی بھگت سے قاری کو کچھ ایسے فوائد مہیا ہوتے ہیں، جو اسکین کی ہوئی کتب میں دستیاب نہیں ہوسکتے، مثلاً:

1) اپنی مرضی سے فونٹ (عبارت) کے سائز، انداز رنگ، حاشیے، لائن، ہائیٹ وغیرہ کو سیٹ کیا جاسکتا ہے۔

2) فونٹ کا سائز بڑا یا چھوٹا کرنے سے صفحہ سکرین کی حدود سے باہر نہیں چلا جاتا بلکہ ای کتاب خود کو ایسے ایڈجسٹ کر لیتی ہے کہ آپ کو پڑھنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

3) جس صفحے پر آپ مطالعہ چھوڑیں گے، اگلی نشست میں کتاب وہیں سے شروع ہوجائے گی۔

4) اگر آپ رات کو سونے سے پہلے مطالعہ کے عادی ہیں تو ''نائٹ موڈ'' یا انداز شب کے استعمال سے آپ

اندھیرے کمرے میں بھی بغیر آنکھیں دُکھائے مطالعہ کر سکتے ہیں۔

دیگر بہت سے فوائد کے ساتھ ای کتاب آپ کو معیاری مطالعے کی سہولت فراہم کرتی ہے۔ چنانچہ بہت سے قارئین تو اب کاغذی کتب کے مقابلے میں ای کتب کو ترجیح دینے لگے ہیں۔

''E پبلشنگ'' کا نظام

E کتب کے ساتھ منسلک ''E پبلشنگ'' کا نظام ہے جس کے ذریعے مصنفین و ناشرین کم قیمت پر دنیا بھر میں اپنی کتب فروخت کر سکتے ہیں۔ کسی بھی ای پبلشنگ نظام کا اہم ترین جزو ایک Digital Rights Managments (DRM) سسٹم ہوتا ہے، جس سے ای کتب کی پائریسی کو روکا جاتا ہے۔ ای کتب کے بعض ناقدین کا کہنا ہے کہ ای کتب ''پائریسی'' یعنی کتابوں کی چوری کو سہل بنا دیتی ہے، لیکن DRM سسٹم کی موجودگی میں ایسا کرنا آسان نہیں۔ مزید یہ کہ اس امر کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ کاغذی کتب کی ''فوٹو کاپی'' بھی ہوتی ہے اور اسکین scan کر کے بھی دھڑا دھڑ بلا اجازت شائع کی جا رہی ہیں چنانچہ ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ ای کتاب پائریسی بڑھانے کی بجائے کم کر رہی ہے۔

اردو زبان میں ای کتب کے حوالے سے کوئی خاص کام نہیں کیا گیا البتہ حال ہی میں آئیڈیل آئیڈیاز (Ideal ideaz) نامی پاکستانی کمپنی نے کتاب کے نام سے اردو کتب اور ای پبلشنگ کا ایک جامع نظام متعارف کروایا۔ جس کے تحت دنیائے اردو میں پہلی دفعہ عالمی معیار کے مطابق E کتب شائع کی جا رہی ہیں۔ ان E کتب کو پڑھنے کے لئے android App دستیاب ہے۔ جس کو Google Play Store پر KITAAB لکھ کے ڈاؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے۔

کتاب ایپ (Book App)

کتاب ایپ میں آن لائن لائبریری سے ای کتب ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھی جا سکتی ہیں۔ کتابوں کی اچھی خاصی تعداد فی الوقت موجود ہے اور اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ کتاب پر شائع کی جانے والی تمام کتب پائریسی سے یکسر پاک ہیں اور متعلقہ مصنفین و ناشرین کی اجازت شامل حال ہے۔ دوسری طرف آزاد کتب بھی وسیع تعداد میں موجود ہیں اور ان پر بہت تیزی سے کام جاری ہے۔ کتاب کے بانیان کا کہنا ہے کہ وہ اردو کی تمام تر پبلک ڈومین کتب App پر شائع کرنا چاہتے ہیں تاکہ اردو کے بیش قیمت ادبی سرمایے کو ٹیکنالوجی سے ہم آہنگ کر کے نہ صرف تحفظ بخشا جائے بلکہ اسے ڈیجیٹل دنیا میں باقی زبانوں کے ہم پلہ لا کھڑا کیا جائے۔ کتاب کی مکمل معلومات اس ویب سائٹ سے حاصل کی جا سکتی ہیں: www.kitaabapp.com اردو اور اہل اردو کے لئے کتاب نہ صرف ایک حسین تحفہ ہے بلکہ اس زبان کی ترقی و بقا کے لئے ایک زبردست کاوش ہے۔

(بہ شکریہ روزنامہ دنیا 25 مئی 2016ء)

'ادا جعفری'

☆ 'ادا جعفری' کا اصل نام 'عزیز جہاں' اور تخلص 'ادا' ہے۔

☆ 22 اگست 1924ء کو بدایوں میں پیدا ہوئیں۔

☆ ابتدا میں 'ادا' بدایونی کے نام سے طبع آزمائی کی۔

☆ پہلا مجموعہ ''میں ساز ڈھونڈتی رہی'' مطبوعہ 1950ء

☆ دوسرا مجموعہ ''شہر درد'' اس پر آدمجی ادبی انعام حاصل کیا۔

☆ تیسرا مجموعہ ''غزالاں تم تو واقف ہو'' مطبوعہ 1972ء

☆ چوتھا مجموعہ ''سازِ سخن بہانہ ہے''۔ مطبوعہ 1982ء

☆ کلیات ''موسم موسم''۔ مطبوعہ 2002ء

☆ 2015ء میں یہ نرم گفتار اور دھیمے لہجے میں شعر کہنے والی ہستی اس دارِ فانی سے ہجرت کر کے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملی۔

غزل

ہونٹوں پہ کبھی اُن کے مرا نام ہی آئے!
آئے تو سہی، برسرِ الزام ہی آئے!

حیران ہیں، لب بستہ ہیں، دل گیر ہیں غنچے
خوشبو کی زبانی تیرا پیغام تو آئے!

لمحاتِ مسرت ہیں تصور سے گریزاں
یاد آئے ہیں جب بھی غم و آلام ہی آئے!

تاروں سے سجالیں گے رہِ شہرِ تمنا
مقدور نہیں صبح، چلو شام ہی آئے!

یادوں کے، وفاؤں کے، عقیدوں کے، غموں کے
کام آئے جو دنیا میں تو اصنام ہی آئے!

کیا راہ بدلنے کا گِلہ ہم سفروں سے
جس رہ سے چلے تیرے در و بام ہی آئے!

باقی رہے نہ ساکھ اداؔ دشتِ جنوں کی
دل میں اگر اندیشۂ انجام ہی آئے!

بزمِ خواتین

پیاری قارئین مصباح۔سلامت رہیں خوش رہیں۔

خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں سب تعلقات ہیچ سمجھو

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:

''سب سے اعلیٰ تعلق انسان سے خدا تعالیٰ کا ہے۔ ماں باپ کا بہت بڑا تعلق ہوتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے متعلق کے مقابلہ میں وہ ہیچ ہے۔ایک ماں کا بچہ سے یہی تعلق ہوتا ہے کہ وہ اسے نو ماہ تک اپنے پیٹ میں رکھتی ہے اور جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی خبر گیری کرتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا تعلق اس سے بہت زیادہ ہے۔خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے ماں نے پیدا نہیں کیا۔ پھر ماں جن چیزوں کے ذریعے بچہ کی پرورش کرتی ہے وہ خدا تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوتی ہیں ماں کی پیدا کردہ نہیں ہوتیں۔ کہتے ہیں ماں نے بچے کو دودھ پلایا ہوتا ہے اس لئے اس کا بڑا حق ہوتا ہے۔مگر میں پوچھتا ہوں ماں کہاں سے دودھ پلاتی ہے کیا وہ خدا تعالیٰ کا پیدا کردہ نہیں ہوتا؟ پس ماں نے بچہ کو دودھ پلایا ہے تو خدا تعالیٰ نے دودھ بنایا ہے۔ پھر ماں بچہ کو کھانا کھلاتی ہے،اگر ماں کا تو اتنا ہی کام تھا کہ کھانا پکا کر کھلا دیتی۔ جب اس کا بچہ پر اتنا بڑا احسان ہے تو خدا تعالیٰ جس نے کھانا بنایا اس کا کس قدر احسان ہوگا؟ پھر بچہ جوان ہو کر ماں باپ کی خدمت کرتا ہے اور ان کو کھلاتا پلاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کو اس قسم کی کوئی احتیاج نہیں ہوتی۔ پھر ماں باپ کا تعلق مرنے سے ختم ہو جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کا تعلق مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔پس ماں باپ کا تو بچہ سے ایسا تعلق ہوتا ہے جیسے راہ چلتے مسافر کا تعلق اس درخت سے ہوتا ہے جس کے نیچے وہ تھوڑی دیر آرام کرتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کا تعلق ایسا ہوتا ہے کہ جو کبھی ختم ہی نہیں ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ کا انسان سے بہت بڑا اور عظیم الشان تعلق ہے مگر افسوس

کہ لوگ دنیا کے رشتہ داروں کا تو خیال رکھتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی کوئی پروانہیں کرتے۔

عام طور پر عورتیں جھوٹ بول لیتی ہیں کہ ان کے مرد خوش ہو جائیں اور یہ خیال نہیں کرتیں کہ اللہ تعالیٰ کا ان سے جو تعلق ہے اس کو اس طرح کس قدر نقصان پہنچ جائے گا۔اسی طرح دنیا کی محبت میں اس قدر منہمک ہو جاتی ہیں کہ جب بچہ پیدا ہو جائے تو بچہ کی محبت کی وجہ سے نماز میں سست ہو جاتی ہیں اور اکثر تو نماز چھوڑ ہی دیتی ہیں۔ روزہ کی کوئی پروانہیں کرتیں حالانکہ انہیں خیال کرنا چاہئے کہ بچہ کی حفاظت اور پرورش تو ہم کرتی

ہیں لیکن خدا وہ ہے جو ہماری حفاظت اور پرورش کر رہا ہے۔......

...... سب سے ضروری بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو اور اس تعلق کو مضبوط کرو جو قیامت میں تمہارے کام آئے گا۔ دنیا کے تعلق اور دنیا کی باتیں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔'' (الازہار لذات الخمار ص 34)

☆☆☆

صبح ہوگئی جاگو جاگو!!

یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ صبح سویرے اُٹھنا ہمارے لئے کئی طرح سے فائدہ مند ہے۔ لیکن دورِ حاضر کا چلن کچھ ایسا بن گیا ہے کہ علی الصباح اٹھنا بہت مشکل ہوگیا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ ہمارے لائف اسٹائل کا تبدیل ہونا ہے۔ ہمارے رہن سہن کا انداز وہ نہیں رہا جو آج سے کئی دہائیاں پہلے ہوا کرتا تھا۔ اب ہم نے بہت سے ایسے کام اور ایسی مصروفیات اپنے ذمہ لگالی ہیں جس کی وجہ سے ہمارا بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے اور یہی نہیں بلکہ ان بے فیض مصروفیات کے نتیجے میں تھکن بھی طاری ہو جاتی ہے اور پھر صبح سویرے اٹھنا ممکن نہیں رہتا۔ یہ بات تو آپ بھی مانیں گی کہ جس گھر میں خاتونِ خانہ صبح سویرے اٹھنے کی عادی ہو وہاں گھر کے باقی افراد بھی اسی کی تقلید کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ ذمہ داری اصل آپ ہی کی ہے کہ گھر والوں کو علی الصباح اٹھنے کا عادی بنائیں۔ دنیا بھر کے وہ تمام افراد جنہوں نے عظیم کارنامے سرانجام دیئے اور بڑے لوگ کہلائے ان کے حالات زندگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب کے سب سحر خیز تھے بلکہ آج کے دور میں بھی بڑے اور محنتی افراد صبح جلدی اُٹھنے کے عادی ہیں۔ جدید ریسرچ نے بھی یہی ثابت کیا ہے کہ صبح سویرے اٹھنے کے بے شمار فائدے ہیں۔ اس سلسلے میں ماہرین کا کہنا ہے کہ صبح کے پانچ بجے سے لے کر آٹھ (8) بجے تک کا وقت انتہائی پر سکون ہوتا ہے۔ اس وقت کوئی آپ کے کام میں مداخلت نہیں کرتا، ذہن بھی پر سکون اور توانائی سے بھرپور ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ اطمینان سے اپنے کام انجام دے سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے کامیاب لوگوں کا نعرہ ہے کہ کامیابی طلوع سحر کے ساتھ ملتی ہے یہ حقیقت ہے کہ صبح سویرے کا وقت بڑا بابرکت ہوتا ہے اس وقت جو کام شروع کیا جائے وہ کامیابی کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے اور بہت سے کام نپٹانے کے بعد آپ کے پاس خاصا وقت بچ بھی جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری نانیاں، دادیاں صبح سویرے اُٹھ کر دوپہر سے پہلے ڈھیر سارے کام نپٹا لیا کرتی تھیں۔ اور وہ بھی بغیر کسی مشینی سہارے کے۔ ایک ریسرچ کے مطابق وہ طلبہ جو صبح سویرے اُٹھتے ہیں وہ دیر سے اُٹھنے والوں کے مقابلے میں نمایاں طور سے اچھے گریڈ حاصل کرتے ہیں اسی طرح ایک اور ریسرچ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ سحر خیز افراد نسبتاً زیادہ

مطمئن، خوش خرم، پراعتماد اور چاق و چوبند ہوتے ہیں۔
سو اَب یہ آپ پر منحصر ہے کہ کس طرح نہ صرف اپنے آپ
کو بلکہ اپنے گھر کے دیگر افراد اور بچوں کو کامیاب افراد
کی اس صف میں شامل کرتی ہیں۔
ہمیں تو گھر کے بڑے بوڑھے بچپن میں اس قسم کی باتیں
سنا کر صبح اٹھنے کے فوائد ذہن نشین کراتے رہتے تھے۔

early to bed and early to rise makes a

man helthy,welthy (and) wise.

''جلدی بستر پر جانا اور صبح سویرے اٹھ جانا ہی کسی انسان
کو صحت مند، دولت مند اور عقل مند بناتا ہے۔''

☆☆☆☆

خدا سے التجا

یہ جو قربتوں کے ہیں فاصلے
کبھی آ کے ان کو مٹا بھی دے

دل و جاں میں تجھ پہ فدا کروں
مجھے دوست اپنا بنا بھی دے

یہ ریاضتیں یہ عبادتیں
نہیں کچھ بھی ان کی حقیقتیں

کروں تجھ سے میں یہی التجا
مجھے اپنے فضلوں کی ڈھال دے

رخصتی کی دعا

مبارک سلامت سدا خوش رہو تم
مبارک سلامت سدا خوش رہو تم

یہ مہندی کی خوشبو یہ دف کی منادی
خبر دے رہی ہیں کہ ہے تیری شادی

سبق راستی کا پڑھایا ہے تم کو
زمانے میں جینا سکھایا ہے تم کو

ادب زندگی کے سبھی یاد رکھنا
تو دل ہمسفر کا سدا شاد رکھنا

نمازیں دعائیں سچائی کا رستہ
بڑھاتی رہیں گی سدا تیرا رتبہ

پیا دیس جانے کو لختِ جگر ہے
کھڑا سنگ تیرے شریکِ سفر ہے

سدا راس آئیں وہاں کی فضائیں
سدھارو پیا دیس لیکر دعائیں

ٹوٹکے

☆ اگر انڈے اُبالتے ہوئے پانی میں نمک ڈال دیا جائے تو چھلکا باآسانی اتر جاتا ہے۔ انڈے ابالنے کے بعد اگر فوراً ٹھنڈے پانی میں ڈال دیا جائے تو بھی چھلکا آسانی سے اتر جاتا ہے، اور زردی کے گرد نیلاہٹ بھی نہیں آتی۔

☆ اگر نوڈلز اُبالتے وقت پانی میں تھوڑا سا آئل یا گھی شامل کر دیا جائے تو نوڈلز آپس میں نہیں چپکیں گے۔ انہیں چھلنی میں ڈال کر اوپر سے پانی ڈال دیا جائے تو بھی نوڈلز نہیں چپکتے۔

☆ جتنے پیاز آپ نے روز استعمال کرنے ہوں ان کو پلاسٹک کے لفافے میں ڈال کر فریج میں رکھ دیں۔ اگلے دن پیاز کاٹیں گی تو آنکھوں سے پانی نہیں آئے گا۔ اس کے علاوہ آدھا گھنٹہ پہلے پیاز چھیل کر فریج میں رکھ دیں تو بھی آنسو نہیں آئیں گے۔

☆ سبزیوں کو اُبالنے کے لئے انہیں گرم پانی میں ڈالیں۔ پہلے سے ہی ٹھنڈے پانی میں ڈال کر ان کو نہ ابالیں۔ اس کے علاوہ اگر سبزیوں کے ساتھ تھوڑا سا لیموں کا چھلکا شامل کر دیا جائے تو بھی ان کا رنگ ٹھیک رہے گا۔

مٹروں کو ابالتے وقت ان کے ساتھ ان کے چھلکے بھی ڈال دیں تو ان کا رنگ خوشنما رہے گا۔

گھریلو نسخے

آنکھوں کے گرد حلقے:

لال کشمش دس دانے رات کو ایک گلاس پانی میں بھگو کر صبح اسے کھالیں اور پانی بھی پی لیں ایک مہینے تک ایسا کریں حلقے غائب ہوجائیں گے۔

دانت درد اور پیلاہٹ کے لئے:

لیموں کا رس نمک میں ملا کر دانتوں پر لگائیں پیلاہٹ اور درد ختم ہوجائیں گے۔

پیٹ کم کرنے کا طریقہ:

دو چمچے مسور کی دال پانی میں بھگو دیں۔ ایک برتن میں تین گلاس پانی ڈال کر پکنے کے لئے رکھ دیں جب ایک پیالی پانی رہ جائے تو پیالی میں نکال کر باہر کھلی جگہ میں جالی کے کپڑے سے ڈھانپ کر رات بھر پڑا رہنے دیں صبح اس میں لیموں کا رس ایک چمچہ اور تھوڑا سا نمک ڈال کر پی لیں۔ مسلسل ایک ہفتہ کے استعمال سے پیٹ میں نمایاں فرق ظاہر ہوگا۔ چکنائی سے پرہیز کریں۔

ماتھے کے بل اور لکریں:

کئی لوگوں کو بلاوجہ ماتھے پر بل ڈال کر بات کرنے کی عادت ہوتی ہے، جس کی وجہ سے ماتھے پر بل اور لکریں پڑ جاتی ہیں ان کو دور کرنے کے لئے کوئی بھی کریم لے کر نیچے سے اوپر بالوں کی طرف مالش کریں۔ آہستہ آہستہ لکیریں ختم ہوجائیں گی۔

سبزیوں کے خواص اور افادیت

سبزیوں میں تمام غذائی اجزاء، وٹامنز، معدنیات اور خاص طور پر فائبر (ریشہ) وغیرہ موجود ہوتے ہیں۔

اروی: اس میں نشاستہ روغنی اجزاء، وٹامن اے اور بی زیادہ ہوتے ہیں، اروی کے پتے کا پانی بہتے خون کی جگہ ڈالیں یا کپڑا بھگو کر رکھ دیں خون بہنا بند ہو جائے گا۔ منہ میں چھالے ہوں تو اروی کے چھلکے کا سفوف شہد میں ملا کر لگائیں افاقہ ہوگا۔ گرتے بالوں کے لئے ایک چھٹانک اروی ایک پاؤ پانی میں اچھی طرح مکس کر کے دہی ملا کر سر پر لیپ کریں اور 4 گھنٹے بعد سر دھولیں۔

بینگن: اس کا بھرتہ بنا کر کھانا مفید ہے۔ اس میں پروٹین، کیلشیم، فاسفورس اور فولاد ہوتے ہیں۔

بند گوبھی: بند گوبھی میں کچھ ایسے اجزاء موجود ہیں جو کینسر کی بیماری کو دور کرنے میں مد ثابت ہوتے ہیں۔ ذیابیطس میں بھی اس کا کھانا مفید ہے۔ معدے کے السر میں اس کا جوس نکال کر ایک گلاس روزانہ نہار منہ پینے سے السر ٹھیک ہو جاتا ہے۔ کینسر کے مریضوں کو بند گوبھی کا روزانہ استعمال کرنا چاہئے۔

مٹر: یہ خون کی کمی دور کرتے ہیں۔ پٹھوں اور اعصاب کو تقویت دیتے ہیں۔ مٹر میں پروٹین، نشاستہ، وٹامنز، سلفر اور فاسفورس بھی پائے جاتے ہیں۔

بھنڈی: اس کی خاصیت سرد ہوتی ہے۔ گرمی میں خاص طور پر کھانی چاہئے۔ پیشاب کی جلن دور کرنے کے لئے 100 گرام بھنڈی، 2 گلاس پانی میں اُبال کر جوشاندہ بنا کر چینی ڈالیں۔ دو تین دفعہ لینے سے شرطیہ افاقہ ہوگا۔ خونی پیچش میں اس کا استعمال مفید ہے۔ اس میں پروٹین، چربی، نشاستہ اور معدنیات ہوتے ہیں۔ آنتوں کی خراش دور کرتی ہے۔

گھیا توری: یہ گرمی دور کرتی ہے۔ بخار میں مفید ہے۔ بادی اور بلغم کے مریض سیاہ زیرہ ڈال کر کھائیں۔ یہ وٹامن سی اور گلوکوز کا مرکب ہے۔ خون کی کمی دور کرتی ہے۔ قبض کشا ہے۔ پیشاب آور ہے، بخار میں توری کا شوربہ منہ کا ذائقہ ٹھیک کر دیتا ہے۔

پھلی لوبیا: اس میں نشاستہ، پروٹین، فولاد اور وٹامنز موجود ہوتے ہیں۔ اس کی نرم پھلیاں کاٹ کر گوشت میں پکائی جاتی ہیں۔ ابال کر چاٹ میں بھی ڈالی جاسکتی ہیں۔

ٹینڈے: ہاتھ اور پاؤں میں جلن ہو رہی ہو تو سونے سے پہلے ٹینڈہ درمیان سے کاٹ کر پانچ منٹ تک مساج کریں۔ جلن دور ہو جائے گی۔ ٹینڈے کھانے سے ہائی بلڈ پریشر کنٹرول میں رہتا ہے۔

چھولیا، سبز چنے: گندم اور چنے کا آٹا سے بنی ہوئی روٹی کھانے سے بدن کے داغ دھبے، پھلبہری اور چھائیاں مٹ جاتے ہیں۔ چھولیے کو آگ پر بھون کر کھانے سے دانت مضبوط، چہرہ با رونق ہو جاتا ہے۔ کالے چنے گیارہ سے اکتالیس دانے ایک گلاس دودھ میں رات کو بھگو دیں۔ صبح اس میں شہد ملا کر کھائیں۔ جسم کو تقویت ملے گی، اور معدہ اور جگر کے افعال درست ہوں گے۔ (ماخوذ)

حسنِ انتخاب

جلا وطن ہوں مرا گھر پکارتا ہے مجھے
اداس بام کھلا در پکارتا ہے مجھے

دیکھ دل سے کہ جاں سے اٹھتا ہے!
یہ دھواں سا کہاں سے اٹھتا ہے؟

مشعلِ امید تھا وہ رہنما جیسا بھی ہے
اب تو چلنا ہی پڑے گا راستہ جیسا بھی ہے

کس کس کو بتائیں گے جدائی کا سبب ہم
تو مجھ سے خفا ہے تو زمانے کے لئے آ

کس لئے سر کو جھکائیں اجنبی کے سامنے
اس سے ہم واقف تو ہیں اپنا خدا جیسا بھی ہے

حصار ہم نے بھی کھینچا تھا بے نیازی کا
تری نِگاہ کے حملے بھی بے پناہ رہے

آنکھ والا تری قدرت کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے!

دامن پہ کوئی چھینٹ، نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

لاکھ تند ہوائیں چلیں، طوفاں آئے
لیکن اک شاخ سے لپٹی ہوئی تتلی نہ گری

دمِ رخصت وہ چپ رہے ناصرؔ
آنکھ میں پھیلتا گیا کاجل

وحشتیں کیسی ہیں خوابوں سے الجھتا کیا ہے
ایک دنیا ہے اکیلی، تُو ہی تنہا کیا ہے!

دل کا اجڑنا سہل سہی، بسنا سہل نہیں ظالم
بستی بسنا کھیل نہیں ہے، بستے بستے بستی ہے

قفس اداس ہے یارو صبا سے کچھ تو کہو
کہیں تو بہرِ خدا آج ذکرِ یار چلے!

ضرورتوں کے اندھیرے میں احتیاط سے چل
یہ وہ جگہ ہے جہاں ہم سفر بدلتے ہیں

بزمِ ناصرات

پیاری ناصرات! سلامت رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دینی و دنیاوی حسنات سے نوازے۔ آمین

آپ سب کو عید مبارک!

دو دو مزے لوٹ رہی ہوں گی۔ ایک تو اسکولوں سے چھٹیاں۔ دوسری عید کی خوشیاں۔ بس اتنی سی تاکید ہے کہ اپنا سارا کام ٹائم ٹیبل بنا کر کیجئے۔ تاکہ اسکول کا کام بھی وقت پر مکمل ہو جائے اور دوسرا یہ کہ اپنی خوشیوں میں اپنی سہیلیوں اور ساتھیوں کو ضرور شامل کریں۔

آدابِ گفتگو

حضرت ابی امامہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بری باتوں سے خاموش رہنا ایمان کی شاخ ہے اور بے ہودہ فضول باتیں کرنا نفاق کی علامت ہے۔ (ترمذی)

بچو! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بول چال اور گفتگو کے آداب بھی بتائے ہیں۔ ان پر عمل کرنا ہر ...... کا فرض ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ اپنی آواز کو نیچا رکھو۔ اسی طرح ایک اور جگہ پر ہے کہ نہایت خوبصورت انداز سے میانہ روی اور اعتدال کے ساتھ باتیں کرو اور ایسی باتیں کرو جو اچھی ہوں۔ یاد رکھیں جب کوئی بات کر رہا ہو تو اس کی بات نہ کاٹو بلکہ انتظار کرو جب وہ اپنی بات مکمل کر لے تو پھر اپنی بات کرو۔ اس کی بات نہایت توجہ سے سُننی چاہئے۔ اسی طرح اگر کسی کو بولنے میں کوئی مشکل ہو یا وہ صحیح طرح نہ بول سکے تو اس پر نہ تو ہنسنا چاہئے اور نہ ہی اس کی نقل اتارنی چاہئے۔ یہ بہت بری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مکر و فریب، تصنع اور بناوٹ، چال بازی اور فریب کاری کی باتیں کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح ناانصافی کی بات کبھی نہ کرو۔ جب بھی بات کرو عدل و انصاف کی بات کرو۔ شائستہ اور مہذب گفتگو کرو۔ وہی بات کرو جس کا مقصد خیر ہو۔ اگر مخاطب کو کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو ضرورت کے تحت دہرائیں۔ حق و صداقت اور سچائی کا اپنا شعار بنائیں۔

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ (چھوٹی آپا) نے فرمایا: "حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقف جدید کے بجٹ کے پورا کرنے کی ذمہ داری نونہالان احمدیت یعنی اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ پر ڈالی ہے اور ہر احمدی بچہ سے خواہش ظاہر فرمائی ہے کہ وہ چھ روپے سالانہ یا آٹھ آنے ماہوار اس میں حصہ لے تا یہ بجٹ جلد سے جلد پورا ہو۔

ناصرات الاحمدیہ لجنہ اماء اللہ ہی کی ایک شاخ ہے جو سات سے پندرہ سالہ بچیوں کی تنظیم ہے۔ تا بچپن سے ہی لڑکیوں میں اشاعت (دین حق) کے لئے قربانی کا جذبہ پیدا ہو۔

''حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی یہ اسکیم کہ احمدی بچے اور بچیاں مالی قربانی کا ایک مثالی نمونہ پیش کریں اسی غرض سے ہے تاکہ بچوں میں (دین حق) کی خاطر اپنی زندگیاں خرچ کرنے کا جوش پیدا ہو...... حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی آواز پر فوراً لبیک کہتے ہوئے اپنے وعدہ جات اور نقد رقوم پیش کریں احمدی عورتوں نے ہمیشہ ہی بے نظیر قربانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اپنے امام کی آواز پر ہمیشہ ہی صدق دل سے لبیک کہا ہے۔ عزیز بچیو! آج تمہارے امتحان کا دن ہے ایک طرف تم نے یہ ثابت کرنا ہے کہ تم قربانیوں میں اپنی ماؤں اور نانیوں دادیوں سے کم نہیں ہو۔ تمہارے دلوں میں بھی احمدیت کی ترقی کا ویسا ہی جوش ہے تو دوسری طرف تمہارا مقابلہ اطفال الاحمدیہ سے ہے تم نے یہ بھی ثابت کرنا ہے کہ قربانی کے میدان میں تم کسی طرح اپنے بھائیوں سے کم نہیں ہو۔''

''پس میری عزیز بچیو! اپنے جیب خرچوں میں سے پیسے جمع کر کے اپنے اخراجات میں کمی کر کے تم (دین حق) کی سربلندی کے لئے اپنے جیب خرچ پیش کرو کہ یہی عمل صالحہ ہے اور وہی کام برکت کا موجب ہوتا ہے جو امامِ وقت کی ہدایت کے مطابق کیا جائے۔ اب تک احمدی بچوں اور بچیوں سے کوئی قربانی کا مطالبہ نہیں کیا گیا تھا۔ یہ پہلی مالی تحریک ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی طرف سے بچوں کے سامنے رکھی گئی۔ آپ کی آواز پر لبیک کہنا ہر احمدی بچی کا اولین فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔''

ناصرات الاحمدیہ کا ترانہ

اٹھو اٹھو اے ناصرات — بڑھو! بڑھو اے ناصرات

زمامِ زیست تھام کے — بڑھی چلو اے ناصرات

ہم ہی ہیں ناصراتِ دیں — ہم ہی ہیں حامیاتِ دیں

ہم ہی سے اب کمالِ دیں — بڑھی چلو اے ناصرات

کلامِ پاک تھام کر — خدا کی ذات پر نظر

نہ کوئی خوف نہ خطر — بڑھی چلو اے ناصرات

ذرا نہ ڈگمگاؤ تم — بس اب قدم بڑھاؤ تم

نہ خوف دل میں لاؤ تم — بڑھی چلو اے ناصرات

ہمیں نہ جانو بچیاں — کہ اپنا عزم ہے جواں

رواں دواں رواں دواں — بڑھی چلو اے ناصرات

ہم ہی سے رونقِ جہاں — ہم ہی سے شوکتِ جہاں

ہم ہی سے نصرتِ جہاں — بڑھی چلو اے ناصرات

قلم ہمارے ہاتھ ہے — علَم ہمارے ہاتھ ہے

جو تو ہمارے ساتھ ہے — بڑھی چلو اے ناصرات

بوجھو تو جانیں

☆بتایئے وہ کون سی چیز ہے جو استعمال کرنے سے پہلے توڑ دی جاتی ہے۔

☆وہ کونسی چیز ہے جو ایک طرف سے بڑھتی اور دوسری طرف سے گھٹتی ہے۔

☆چار بلیاں چار چوہوں کا شکار چار منٹ میں کریں تو سو بلیاں سو چوہوں کا شکار کتنے منٹوں میں کریں گی؟

گلِ دوپہری (porchulaca)

یہ نازک قسم کا موسمی پھول ہے۔ اسے عام طور پر کلفہ یا خرفہ بھی کہا جاتا ہے۔ کھلی آب و ہوا میں نشو و نما پاتا ہے۔ ''جہاں چاہو بودو اُگ آئے گا۔'' کا جملہ اس پر صادق آتا ہے۔ اس کی پنیری مئی سے جولائی تک لگائی جاتی ہے۔

جولائی سے اکتوبر تک اس کی بہار ہوتی ہے۔ اس کے پودے قلموں اور پنیری سے تیار کیے جاتے ہیں۔ جس کی اونچائی چھ انچ ہوتی ہے۔ اس کے پھول کٹورا نما ہوتے ہیں جو سورج چڑھنے پر کھلتے ہیں اور سورج چھپنے پر بند ہو جاتے ہیں۔ برسات سے پیشتر ان کی رونق زوروں پر ہوتی ہے۔

1) انڈہ۔ 2) عمر۔ 3) چار منٹ میں

مسکرائیں

☆ ایک ادیب نے اپنے نوکر کو کاغذ جلاتے دیکھا تو پریشان ہو کر بولا۔ ارے احمق کہیں میرے کام کے کاغذ تو نہیں جلا دیئے۔

نوکر بولا: حضور! اتنا بھی احمق نہیں ہوں صرف لکھے ہوئے کاغذ ہی جلائے ہیں۔ سادہ صاف کاغذ چھوڑ دیئے ہیں۔

☆ایک دوست: دوسرے دوست سے تم تو آج ڈاکٹر کے پاس جانے والے تھے؟

دوسرا دوست: یار کل جاؤں گا آج طبیعت بہت خراب ہے۔

☆ایک امریکی دوست اپنے پاکستانی دوست کو اپنے ملک کے وسیع رقبے کا احساس دلانا چاہتا تھا۔ لہٰذا بڑے فخر سے بولا۔ ٹیکساس میں علی الصبح ٹرین میں سوار ہو جائیں تو چوبیس گھنٹے کے سفر کے بعد بھی آپ ٹیکساس میں ہی ہوں گے۔

''اچھا''۔ پاکستانی نے حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''میں تو اب تک یہی سمجھتا رہا ہوں کہ ایسی سست رفتار ٹرینیں صرف ہمارے ملک میں ہی چلتی ہیں۔''

☆ استاد (بچے سے) 2 میں سے 2 نکالیں تو کیا بچے گا۔

بچہ: مجھے سوال سمجھ میں نہیں آیا۔

استاد: اگر تمہارے پاس دو روٹیاں ہیں اور وہ دونوں تم کھالو تو کیا بچے گا۔

بچہ: سالن

امامِ وقت کی ایک اہم نصیحت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے واقفات نو کے رسالہ ''مریم'' کے آغاز پر جو خصوصی پیغام ارشاد فرمایا اس کا ایک حصہ واقفین اور واقفات کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہے۔ ''آپ نے یورپ کی مصنوعی آزادیوں اور آسائشوں کی طرف اپنے قلب ونظر کو مائل نہیں ہونے دینا کیونکہ ان کے پیچھے ایسے ہولناک اور روح فرسا مناظر ہیں کہ جو جسموں کے ساتھ ساتھ روحوں کو بھی ایک ایسی قید میں جکڑ لیتے ہیں جن سے پھر انسانیت پاتال کی اتھاہ گہرائیوں میں دفن ہو جاتی ہے حتیٰ کہ پھر نہ دنیا باقی رہتی ہے اور نہ دین۔ پس دنیا کی نت نئی ایجادات اور ان کی attraction میں آپ نے کبھی نہیں پڑنا بلکہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے تجدید دین کے کاموں کو پھیلانے اور دین کی خدمت کے لئے ہمیشہ مستعد رہنا ہے۔ اس کے لئے آپ کی نظریں ہمیشہ آسمانوں کی طرف رہیں اور آپ کے ذہنوں اور علم و عمل کی پروازیں بھی آسمانوں کی رفعتوں کو چھونے کے عزائم لئے ہوئے ہوں۔ اور اگر آپ نے یہ بلندیاں واقعی حاصل کرنی ہیں تو اس زمانے کے امام اور (دین حق) کی خوبصورت تعلیمات کے نور سے دنیا کو منور کرنے والے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔ خلیفہ وقت کی ہدایات اور نصائح کو اپنے لئے مشعل راہ بنالیں کہ آج یہی تعلیمات آب حیات کا حکم رکھتی ہیں جو بالآخر انسان کو ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنا دیتی ہیں۔ یہی وہ زندگی بخش باتیں ہیں جو مردہ دلوں کو حیات جاودانی عطا کرتی ہیں اور زمین سے اٹھا کر آسمانوں کی رفعتوں تک پہنچا دیتی ہیں جہاں فرشتے بھی ان سے ہمکلام ہونے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ پس آپ کو ہمیشہ اس بات کا فہم و ادراک ہونا چاہئے کہ یہ آب حیات سوائے احمدیت یعنی حقیقی...... کے کہیں اور سے کبھی آپ کو میسر نہیں آ سکتا۔ اگر آپ نے یہ نکتہ سمجھ لیا اور اس کے مطابق عمل کیا...... تو یقیناً دنیا و آخرت کی فلاح ونجات آپ کا مقدر ہو گی۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں: ''وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن یہ حکمت و معرفت جو آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس کے سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا۔''

آپؑ مزید فرماتے ہیں: ''جو شخص چاہے کہ ہم اس سے پیار کریں اور ہماری دعائیں نیازمندی اور سوز سے اس کے حق میں آسمان پر جائیں۔ وہ ہمیں اس بات کا یقین دلادے کہ وہ خادم دین ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔''

حکایات

عقلمند کسان

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ایک بادشاہ کہیں سے گزر رہا تھا کہ اس نے ایک بوڑھے کو ایک درخت لگاتے دیکھا، جو بہت سال کے بعد پھل لاتا تھا اور بہت آہستہ آہستہ اس کی ترقی ہوتی تھی، یہ دیکھ کر وہ کسان کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا تیری عقل ماری ہوئی ہے کہ تو ایسا درخت لگا رہا ہے جو کئی سال کے بعد تجھے کوئی فائدہ پہنچائے گا۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ تو اتنے سال زندہ رہے گا؟ کسان نے کہا آپ تو بادشاہ ہیں اور اس مرتبہ کے لحاظ سے آپ کو بڑا تجربہ کار ہونا چاہیے تھا، اگر ہمارے باپ دادا بھی اسی خیال سے درخت نہ لگاتے تو پھر یہ درخت دنیا میں ہوتا ہی نہ، ہر شخص کہتا کہ میں کیوں اس درخت کو لگاؤں جب کہ میں نے اس کا پھل کھانا ہی نہیں لیکن یہ جاننے کے باوجود کہ انہوں نے پھل نہیں کھانا انہوں نے درخت لگائے اور ہم نے اس کا پھل کھایا۔ اب ہم لگائیں گے تو ہماری اولادیں کھائیں گی۔ بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی اور اس نے کہا ''زہ'' زہ کے معنی ہیں واہ واہ۔

بادشاہ نے اپنے وزیر کو جو سفر میں ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا تھا ہدایت کی ہوئی تھی کہ جب میں کسی سے خوش ہو کر ''زہ'' کہا کروں تو تم اس شخص کو تین ہزار درہم انعام دے دیا کرو۔ جس وقت بادشاہ نے کہا ''زہ'' تو وزیر نے اسی وقت تین ہزار درہم کی تھیلی کسان کو پکڑادی۔

جب کسان کو تھیلی ملی تو اس نے پوچھا کہ یہ تھیلی مجھے کس لئے دی گئی ہے۔ وزیر نے کہا جب بادشاہ کسی بات پر خوش ہو کر ''زہ'' کہتے ہیں تو اس وقت یہ تین ہزار درہم کی تھیلی اس شخص کو دے دی جاتی ہے جس کی بات پر بادشاہ سلامت خوش ہو کر ''زہ'' کہتے ہیں۔ کسان نے بادشاہ کو مخاطب ہو کر کہا۔ بادشاہ سلامت آپ تو کہہ رہے تھے کہ تم ایسا درخت لگا رہے ہو جس کا پھل تم نے نہیں کھانا۔ بادشاہ سلامت لوگ یہ درخت لگاتے ہیں تو کئی سال بعد اس کا پھل کھاتے ہیں گندم بوتے ہیں تو چھ ماہ بعد کاٹتے ہیں لیکن میں نے تو اپنا پھل نقد وصول کر لیا اس پر بادشاہ نے پھر کہا ''زہ'' یعنی اس نے کیا ہی اچھی بات کہی۔ وزیر نے جھٹ تین ہزار درہم کی دوسری تھیلی کسان کو دے دی۔ کسان دونوں تھیلیوں کو ہاتھ میں پکڑ کر کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت! پھلدار درخت سال میں ایک دفعہ پھل دیتے ہیں بعض درخت ایسے بھی ہوتے ہیں جو سال میں دو دفعہ پھل دیتے ہیں۔ پھر بعض ایسی فصلیں بھی ہوتی ہیں جو مہینہ دو مہینہ کے بعد کاٹی جاتی ہیں غرض کوئی فصل ایسی نہیں کہ جس دن اگایا جائے اسی دن پھل دے دے یا کسی قسم کا اس سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ لیکن میں نے ایک منٹ میں دو دفعہ پھل کھا لیا۔ بادشاہ نے کہا ''زہ'' اس پر وزیر جھٹ تیسری تھیلی کسان کو دے دی۔ اس کے بعد بادشاہ کہنے لگا اس بوڑھے نے ہمیں لوٹ لینا ہے۔ آگے چلو۔

طب وصحت

ہیضہ (Cholera)

تعارف:

وبائی مرض ''کالرا'' کا جرثومہ انگریزی کے '','' کوما کی طرح ہوتا ہے۔ اس کا پورا نام ''وبریو کالرا'' (Vibrio cholera) ہے۔

ہیضہ یا کالرا (cholera) بنیادی طور پر آنتوں کی سوزش ہے جس کا پورا اثر آنتوں پر ہی ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہی جرثومہ ہے۔ یہ مریض کی قے اور پاخانہ میں ہوتا ہے اور وہیں سے مکھیوں کے ذریعہ کھانے پینے کی چیزوں میں چلا جاتا ہے۔

ہیضہ پھیلنے کی وجوہات:

ہیضہ پھیلنے کی وجوہات، گندا پانی، خراب غذا، گلے سڑے ہوئے پھل، سبزیاں اور مکھیاں ہیں یہ مرض نشیبی علاقوں، دریاؤں کے قریب آبادیوں، موسم گرما اور برسات میں زیادہ پھیلتا ہے۔ گندے پانی میں بھی یہی جراثیم ہوتا ہے۔ لہٰذا گندے پانی کے استعمال سے بھی ہیضہ ہو جاتا ہے۔ مکھیوں کی وجہ سے جب ہیضہ ہوتا ہے تو علاقہ میں کہیں کہیں واقعات ہوتے ہیں۔ لیکن جب یہ مرض پانی سے ہوتا ہے تو ایک ہی علاقہ میں سینکڑوں واقعات نظر آتے ہیں۔

حفاظتی تدابیر:

☆ نہروں، نالوں جوہڑوں اور تالابوں کا پانی اُبال کر پینا چاہئے۔

☆ جس کھانے پر مکھیاں بیٹھی ہوں حتی الامکان اسے کھانا نہیں چاہئے۔

☆ خالی پیٹ گھر سے مت نکلیں۔

☆ گلی سڑی سبزیاں اور پھل استعمال کرنا ہیضہ کو دعوت دیتا ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔

☆ کھانے کے ساتھ پیاز، سرکہ، لیموں کا استعمال بہت مفید ہوتا ہے،

☆ مریض کی قے اور دست کو گڑھے میں ڈال کر پھر چونا ڈال دیں یا جلا دیں۔

ہیضہ کی علامات:

یہ ایک خطرناک وبائی مرض ہے۔ جو آنتوں کو متاثر کرتا ہے۔ اس مرض میں قے، دست آتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی مریض کو قے آئے اور دست نہ ہوں اور کسی مریض کو دست ہوں اور قے نہ ہو۔

اس مرض کی یہ خاص علامات ہے دستوں کا رنگ دودھیا اور چاول کی پیچ کی مانند ہوتا ہے۔ قے اور دستوں سے جسم کا پانی ختم ہو جاتا ہے۔ خون گاڑھا ہو جاتا ہے۔ بلڈ پریشر کم ہو جاتا ہے۔ ٹھنڈا پسینہ آتا ہے، غشی نمایاں ہوتی ہے۔ نبض کمزور ہو جاتی ہے جسے محسوس کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ حرکت قلب بند ہو کر مریض دم توڑ دیتا ہے۔ اس مرض کا عرصہ سرائت چند

گھنٹوں سے لے کر پانچ دن تقریباً ہوتا ہے۔

اصول علاج:

جس جگہ وباء کا خدشہ ہو وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا تجویز فرمودہ حفاظتی نسخہ بہت کثرت سے استعمال کرنا چاہئے جو یہ ہے۔

☆ کیمفر 200

☆ سلفر 200 (دن میں ایک دو بار)

اگر کالرا کا مرض پھیل جائے تو جماعت میں کثرت سے استعمال ہونے والا ہومیو نسخہ یہ بھی ہے۔

☆ کیوپرم 30

☆ ورٹرم البم 30

☆ کولوسنتھ 30 (دن میں تین بار)

بعض گھریلو نسخہ جات:

☆ بڑی الائچی کو نمک، چینی پانی میں جوش دیں پھر تھوڑی سونف اور پودینہ کے چند پتے ڈال کر دم دیں اسے بار بار پینا مفید ہے۔ (بیاض نور الدین ص 177)

☆ پودینے کو مل کر گڑ ملا کر ایک گلاس پانی میں جوش دے کر دن میں دو یا تین بار پینا مفید ہے۔

☆ پیاز کو سرکہ میں بھگو کر سلاد کے طور پر استعمال کرنا مفید ہے۔ (بیاض نور الدین ص 177)

اللہ تعالیٰ ہر فرد جماعت کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ہر مرض سے محفوظ اور صحت و سلامتی والی زندگی عطا فرمائے۔ آمین (بشکریہ نعیم احمد ناصر)

اسپغول کے فوائد

☆ گرمی اور پیاس کو تسکین دیتا ہے۔

☆ گرمی کے بخار اور خون کے جوش کو تسکین دے کر طبیعت کو تازہ کرتا ہے۔

☆ آنتوں کے زخموں کی حالت میں بے حد مفید ہے۔ اس کے لئے اسے شربت صندل میں ایک چمچہ ڈال کر پینا مفید ہوتا ہے

☆ قبض کشا ہے۔ رات سوتے وقت ایک گلاس دودھ میں ایک تولہ اسپغول کا چھلکا ملا کر پینا مفید ہے۔ یہ دائمی قبض میں بھی بے حد مفید ہے۔

☆ سر درد کی صورت میں اسپغول سرکہ میں رگڑ کر چنبیلی کا تیل ملا کر پیشانی پر لیپ کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ اگر چنبیلی کے روغن کی بجائے بادام روغن ملا کر پیا جائے تو سر کو فائدہ ہوتا ہے۔

☆ دماغی طاقت بڑھاتا ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ رات سوتے وقت پانچ دانے گری بادام چبا کر کھائیں اور بعد میں ایک تولہ اسپغول ملا دودھ پئیں، یہ مقوی دماغ نسخہ ہے۔

☆ منہ کے دانوں میں اسپغول کا استعمال مفید ہے۔ ایسی صورت میں دہی میں ایک یا دو چمچے استعمال کئے جائیں۔

☆ خشک کھانسی اور دمہ کے لئے روزانہ ایک تولہ اسپغول دودھ یا پانی کے ساتھ چالیس روز تک استعمال کریں۔

☆☆☆☆

طنز و مزاح

زنانہ اُردو خط وکتابت

(شوہر کو خط)

سرتاج من سلامت!

کورنشات بجالا کر عرض کرتی ہوں کہ منی آرڈر ملا۔ یہ پڑھ کر کہ طبیعت اچھی نہیں ہے از حد تشویش ہے۔ لکھنے کی بات تو نہیں مگر مجھے بھی تقریباً دو ماہ سے ہر رات بدخوابی ہوتی ہے۔ آپ کے متعلق بُرے بُرے خواب نظر آتے ہیں۔ خدا خیر کرے۔ صبح کو صدقے کی قربانی دے دی جاتی ہے اس پر کافی خرچ ہو رہا ہے۔

آپ نے پوچھا ہے کہ رات کو کیا کھاتی ہوں۔ بھلا اس کا تعلق خوابوں سے کیا ہو سکتا ہے۔ وہی معمولی کھانا البتہ سوتے وقت ایک سیر کڑھا ہوا دودھ، کچھ خشک میوہ اور آپ کا ارسال کردہ سوہن حلوہ۔ حلوہ اگر زیادہ دیر رکھا رہا تو خراب ہو جائے گا۔

سب سے پہلے آپ کے بتائے ہوئے ضروری کام کے متعلق لکھ دوں کہ کہیں باتوں میں یاد نہ رہے۔ آپ نے تاکید فرمائی ہے کہ میں فوراً بیگم فرید سے مل کر مکان کی خرید کے سلسلے میں ان کا آخری جواب آپ کو لکھ دوں۔ کل ان سے ملی تھی۔ شام کو تیار ہوئی تو ڈرائیور غائب تھا۔ یہ غفور دن بدن ست ہوتا جا رہا ہے۔ عمر کے ساتھ ساتھ اس کی بینائی بھی کمزور ہونے لگی ہے۔ اس مرتبہ آتے وقت اس کے لئے ایک اچھی سی عینک لیتے آئیں۔ گھنٹوں کے بعد آیا تو بہانے تراشنے لگا کہ تین دن سے کار مرمت کے لئے گئی ہوئی ہے۔ چاروں ٹائر بیکار ہو چکے ہیں۔ ٹیوب پہلے سے چھلنی ہے۔ یہ کار جواب دیتی جا رہی ہے۔ آپ کے آنے پر نئی کار لیں گے۔ اگر آپ کو ضرورت ہو تو اس کار کو منگالیں۔ خیر تانگہ منگایا۔ راستے میں ایک جلوس ملا۔ بڑا غل غپاڑہ مچا ہوا تھا۔ ایک گھنٹے ٹریفک بند رہا۔ معلوم ہوا کہ خان بہادر رحیم خان کے صاحبزادے کی برات جا رہی ہے۔ برات نہایت شاندار تھی تین آدمی اور دو گھوڑے زخمی ہوئے۔

راستے میں زینت بوا مل گئیں۔ یہ ہماری دور کی رشتہ دار ہوتی ہیں۔ احمد چچا کے سسرال میں جو ٹھیکیدار صاحب ہیں نا ان کی سوتیلی ماں کی سگی بھتیجی ہیں۔ آپ ہمیشہ زینت بوا اور رحمت بوا کو ملا دیتے ہیں۔ رحمت بوا میری ننھیال سے ہیں اور ماموں عابد کے ہم زلف کے تائے کی نواسی ہیں۔ رحمت بوا بھی ملی تھیں۔ میں نے ان سے کہا کہ کبھی باجی قدسیہ کو ساتھ لا کر ہمارے ہاں چند

مہینے رہ جائیں۔انہوں نے وعدہ کیا ہے۔باجی قدسیہ بھی اپنے عزیزوں میں سے ہیں۔یہ وہی ہیں جو تایا نعیم کے ساتھ ہماری شادی پر آئی تھیں۔تایا نعیم کی ساس ان کی منہ بولی بہن تھیں بلکہ ایک دوسرے سے دوپٹہ بدل چکی تھیں۔یہ سب اس لئے لکھ رہی ہوں کہ آپ کو اپنے عزیز و اقارب یاد نہیں رہتے۔کیا عرض کروں آج کل زمانہ ایسا آگیا ہے کہ رشتہ دار کو رشتہ دار کی خبر نہیں۔میں نے زینب بوا کو گھر آنے کے لئے کہا۔وہ اسی شام آگئیں۔میں نے بڑی خاطر کی۔خواہش ظاہر کرنے پر آپ کے ارسال شدہ روپوں میں سے دو سو انہیں ادھار دے دیئے۔

ہاں تو میں بیگم فرید کے ہاں پہنچی۔بڑے تپاک سے ملیں۔بہت بدل چکی ہیں۔جوانی میں مسز فرید کہلاتی تھیں،اب تو بالکل رہ گئی ہیں۔ایک تو بے چاری پہلے ہی اکہرے بدن کی ہیں۔اس پر طرح طرح کی فکر۔گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھتی ہیں۔کہنے لگیں اگلے ہفتے برخوردار نعیم کا عقیقہ ہے اور اس سے اگلی جمعرات کو نور چشمی بتول سلمہا کی رخصت ہوگی ضرور آنا۔

میں نے حامی بھر لی اور مکان کے متعلق ان سے آخری جواب مانگا۔پہلے کی طرح چٹاخ پٹاخ باتیں نہیں کرتیں۔آواز میں بھی وہ کرارا پن نہیں رہا۔انہیں تو بتول لے کر بیٹھ گئی۔عمر کا بھی تقاضا ہے۔سوچ رہی ہوں جاؤں یا نہ جاؤں۔دوڈھائی سو روپے خرچ ہو جائیں گے۔نیا جوڑا سلوانا ہوگا۔ویسے تو ان سردیوں کے لئے سارے کپڑے نئے بنوانے پڑیں گے۔پچھلے سال کے کپڑے اتنے تنگ ہو چکے ہیں کہ بالکل نہیں آتے۔آپ بار بار سیر اور ورزش کو کہتے ہیں۔بھلا اس عمر میں مستانوں کی طرح سیر کرتی اچھی لگوں گی۔ورزش سے مجھے نفرت ہے۔خواہ مخواہ جسم کو تھکانا اور پھر پسینہ الگ۔نہ آج تک کی ہے نہ خدا کرائے۔کبھی کبھی کار میں زنانہ کلب چلی جاتی ہوں وہاں ہم سب بیٹھ کر ننٹنگ کرتی ہیں۔واپس آتے آتے اس قدر تھکان ہو جاتی ہے کہ بس۔

آپ ہنسا کرتے ہیں کہ ننٹنگ کرتے وقت عورتیں باتیں کیوں کرتی ہیں۔اس لئے کہ کسی دھیان میں لگی رہیں۔

آپ نے جگہ جگہ خط میں شاعری کی ہے اور الٹی سیدھی باتیں لکھی ہیں۔ذرا سوچ تو لیا ہوتا کہ بچوں والے گھر میں خط جا رہا ہے۔

ان دنوں میں فرسٹ ایڈ سیکھنے نہیں جاتی۔ٹریننگ کے بعد کلاس کا امتحان ہوا تھا۔آپ سن کر خوش ہوں گے کہ پاس ہوگئی۔

پچھلے ہفتے ایک عجیب واقعہ ہوا۔ننو کے لڑکے کو بخار چڑھا۔یُوں تپ رہا تھا کہ چنے رکھو اور بھون لو۔میں نے تھرمامیٹر لگایا تو نارمل تھا۔دوبارہ لگایا تو نارمل سے بھی

نیچے چلا گیا۔ پتہ نہیں کیا وجہ تھی۔ پھر گھڑی لے کر نبض گننے لگی۔ دفعتاً یوں محسوس ہوا جیسے لڑکے کا دل ٹھہر گیا ہو۔ کیونکہ نبض رک گئی تھی۔ بعد میں پتہ چلا دراصل گھڑی بند ہوگئی تھی۔ یہ فرسٹ ایڈ بھی یوں ہی ہے خواہ مخواہ وقت ضائع کیا۔

ڈاکٹر میری سٹوپس کی کتاب ارسال ہے۔ اگر دکاندار واپس لے لے تو لوٹا دیجئے۔ یہ باتیں بھلا ہم مشرق کی رہنے والوں کے لئے تھوڑا ہی ہیں۔ اس کی جگہ بہشتی زیور کی ساری جلدیں بھجوا دیجئے۔ ایک کتاب ''گھر کا حکیم'' کی بڑی تعریف سنی ہے۔ یہ بھی بھیج دیجئے گا۔

چند نئی فلمیں دیکھیں، کافی پسند آئیں۔ ہیرو کا انتخاب بہت موزوں تھا۔ موٹا تازہ لمبے لمبے بال، کھوئی کھوئی نگاہیں، کھلے گلے کا کرتہ، گانے کا شوق۔ کسی کام میں جلدی نہیں۔ فرصت ہی فرصت۔ آپ بہت یاد آئے۔

باقی سب خیریت سے ہے اور کیا لکھوں۔ بس بچے ہر وقت آپ کو یاد کرتے ہیں۔ اصغر پوچھتا ہے کہ ابا میری سائیکل کب بھیجیں گے۔ آپ نے آنے کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ اب تو منھی کی بسم اللہ بھی قریب آ چکی ہے۔ میری مانیے تو واپس یہیں تبادلہ کرا لیجئے۔ بھاڑ میں جائے ایسی ترقی اور ایسا مستقبل۔ تھوڑی سی اور ترقی دے کر محکمے والے کہیں آپ کو اور دور نہ بھیج دیں۔

آپ بہت یاد آتے ہیں۔ ننھے کی جرابیں پھٹ چکی ہیں۔ منھی کے پاس ایک بھی نیا فراک نہیں رہا۔ بُرا ہو پردیس کا۔ صورت دیکھنے کو ترس گئے ہیں۔ امی جان کی اونی چادر اور کمبلوں کا انتظار ہے۔ ہر وقت آپ کا انتظار رہتا ہے۔ آنکھیں دروازے پر لگی رہتی ہیں۔ صحن کا فرش جگہ جگہ سے اکھڑ رہا ہے۔ مالی کام نہیں کرتا۔ اس کی لڑکی اپنے خاوند کے ساتھ بھاگ گئی ہے۔ آتے وقت چند چیزیں ساتھ لائیں۔ بچوں کے جوتے اور گرم کوٹ، ننھے کی جرابیں اور کنٹوپ، منھی کی فراک، دو چمڑے کے صندوق، زینب بوا کے لئے اچھا سا تحفہ، بلی کے گلے میں باندھنے کے لئے ربن اور کتے کا خوبصورت سا کالر۔ کچھ سوہن حلوہ اور منھی کا سویٹر۔ یہاں کی تازہ خبریں یہ ہیں کہ پھوپھی جان کی بھینس اللہ کو پیاری ہوئی۔ سب کو بڑا افسوس ہوا۔ اچھی بھلی تھی۔ دیکھتے دیکھتے ہی دم توڑ دیا۔ میں پرسہ دینے گئی تھی۔ تایا عظیم کا لڑکا کہیں بھاگ گیا ہے۔ احمد چچا کا جس بینک میں حساب تھا وہ بینک فیل ہوگیا اور ہاں پھوپھا جان کی ساس جو اکثر بہکی بہکی باتیں کیا کرتی تھیں اب بالکل باؤلی ہوگئی ہیں۔ بقیہ خبریں اگلے خط میں لکھوں گی۔

سرتاج کو کنیز کا آداب۔ فقط

....

(ایک بات بھول گئی۔ منی آرڈر پر مکان کا نمبر لکھا کیجئے۔ اس طرح ڈاک جلدی مل جاتی ہے۔)

(از شفیق الرحمٰن۔ اُردو کا بہترین مزاحیہ ادب)

یادِ رفتگان

ایک مخلص اور بے لوث خادمہ

مکرمہ کلثوم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرحیم مدہوش رحمانی صاحب 25 نومبر 1927ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والدین مکرم محمد شمس الدین صاحب اور مکرمہ سیدہ صدیقہ بیگم صاحبہ بھاگلپور بہار سے ہجرت کر کے قادیان آبسے۔ قادیان میں ان کے والد صاحب کو حضرت مصلح موعود، حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد حضرت میر محمد اسماعیل صاحب اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاب کی گاڑیوں کے ڈرائیور کی حیثیت سے خدمات کا موقع ملا۔ بہت مخلص محنتی اور تقویٰ شعار بزرگ تھے۔

تقسیم برصغیر کے بعد کراچی میں آباد ہوئے۔ حلقہ سعید منزل میں رہائش تھی۔ یہیں سے لجنہ کے کاموں کی ابتدا ہوئی۔ مکرمہ استانی میمونہ صاحبہ کراچی تشریف لائیں تو اپنی اس شاگرد سے باقاعدہ کام لینے لگیں۔ 1948ء میں مکرم عبدالرحیم مدہوش رحمانی صاحب سے شادی کے بعد مارٹن روڈ کے حلقے میں منتقل ہوگئیں۔ ثواب کمانے کا ایک موقع ان کو اس طرح ملا کہ شوہر کو قرآن کریم باترجمہ پڑھایا۔

کلثوم صاحبہ جب پیر الٰہی بخش کالونی میں منتقل ہوئیں تو وہاں بھی سیکرٹری مال اور پھر صدر کی حیثیت سے انتھک خدمت کرتی رہیں۔ جماعت کے کام کو ہر قدم پر مقدم رکھتیں۔ گھر گھر جا کر چندہ وصول کرتیں۔ حساب کتاب کی بہت کھری تھیں۔ محلّہ کی اکثر ممبرات ان کو امی جان کہتیں اور عزت و احترام کا مقام دیتیں۔ ہر ایک کی ضرورت میں ان کے کام آنا اپنا فرض سمجھتیں۔ ہمسائیوں سے بہت اچھا سلوک تھا۔ بچوں کے دوستوں اور سہیلیوں کو اس قدر پیار دیتیں کہ وہ خود کو اسی گھر کا فرد سمجھتے۔ قادیان کے علم پرور ماحول میں پرورش پا کر انہیں علم کی بے حد قدر تھی۔ اپنے بچوں کو بہت محنت کر کے اعلیٰ تعلیم دلائی۔

آپ بے حد متوکل، دعا گو، صوم وصلوٰۃ کی پابند، مشکلات پر صبر کرنے والی سادہ مزاج کی حامل خاتون تھیں۔ دنیا داری نام کو نہ تھی۔ سیدھی سچی صاف کھری بات کہنے کی عادی تھیں۔ جماعت سے وابستگی خلفائے کرام سے محبت، ہر تحریک پر لبیک کہنے کی عادی تھیں۔ مطالعہ کی شوقین تھیں۔ عرصہ تک دینی معلومات اور بیت بازی کے مقابلوں میں حصہ لیتیں۔ ان گنت بچوں کو قرآن پاک پڑھایا۔

اس صابرہ وشاکرہ خاتون نے 77 سال کی عمر پائی۔ 3 اکتوبر 2004ء میں کراچی میں مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین

میری پیاری بہن

موت اٹل حقیقت ہے مگر نہ جانے کیوں جب کسی اپنے پیارے پر ایسا وقت آتا ہے تو دل ودماغ ماننے پر تیار نہیں ہوتے۔ یہ کیسے ہو گیا! ابھی تو وقت نہیں تھا! اتنی جلدی کیسے چلی گئی! وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح میری بہن نصرت فرزانہ لمبی بیماری کے بعد نومبر 2014ء میں صبروشکر کا نمونہ دکھاتے ہوئے بغیر کسی شکوہ کے ہم سب کو چھوڑ کر دنیا فانی سے رخصت ہو گئی۔ میری پیاری بہن دو بہنوں اور تین بھائیوں سے چھوٹی اور دو بھائیوں سے بڑی تھی۔ والدین کی لاڈلی جلد ہی ان کے پاس جا پہنچی۔ اس کا چہرہ ہر وقت آنکھوں کے سامنے تیار رہتا ہے۔ سب کے لئے اب صرف اس کی یادیں ہی رہ گئی ہیں۔ مجھے یاد ہے جب ہم بھیرہ میں رہتے تھے بڑے بھائی حصول علم کے لئے راولپنڈی کالجز میں تھے۔ عید کے موقع پر گھر آئے تو سب کو خوشی خوشی عید کے نئے کپڑے پہن کر دکھائے۔ اسی طرح سب سے جلد گھل مل جاتی تھی۔ پہلی ہی ملاقات میں بچیاں اس کی دوست بن جاتی تھیں۔ وہ بچیاں اپنے بڑوں کے ساتھ ہمارے گھر آتیں اس طرح بچوں کے ساتھ بڑوں کے تعلقات بھی بن جاتے۔

ایک بھائی کی جاب کندیاں چشمہ بیراج پر تھی۔ ان کو بنگلا وغیرہ ملا ہوا تھا۔ سب کے لئے خوشی کا باعث تھا۔ میٹرک کے امتحان کے بعد سیر کے لئے وہاں گئی کچھ عرصہ رہنے کے بعد واپس آئی تو بھائی نے امی جان کو بتایا کہ نصرت بہت اچھی ہے۔ گھر کا کام لگن سے کرتی ہے۔ نماز میں باقاعدہ ہے اور کئی بار تہجد پڑھتے بھی دیکھا ہے۔

1992ء کی بات ہے ابا جان سخت بیمار پڑ گئے۔ ان کی بیماری کی اطلاع پاتے ہی بچوں سمیت ربوہ آ گئی۔ اور ابا جان کی بہت خدمت کی۔ ویسے تو ایک ماہ رہنے کا ارادہ تھا مگر ابا جان کی وجہ سے کئی دن اور ٹھہری رہی۔

دوبارہ دسمبر کی چھٹیوں میں آئی کہنے لگی امی مرحومہ کو خواب میں دیکھا کہہ رہی تھیں کہ تمہارے ابا کا محل تیار ہو گیا ہے ابا جی کو بھیج دو۔ مجھے بہت فکر ہوئی تو میں ان سے ملنے چلی آئی ہوں۔ ابا جی کی طبیعت پہلے سے بہت بہتر تھی اس لئے تیسرے دن واپس چلی گئی۔ اگلے ہی دن ان کی طبیعت خراب ہوئی اور وہ واپس آ گئی۔ 10 جنوری 1993ء کو ان کی وفات ہو گئی۔

وہ بہت خوبیوں کی مالک تھی۔ ہنس مکھ، سب کی ہمدرد، مہمان نواز، عبادت گزار، غریبوں کا خیال رکھنے والی اور جماعت میں بھی کافی خدمات انجام دیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبروجمیل عطا فرمائے آمین۔

درخواستِ دعا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب پیدا ہونے والے بچوں کو صحت وتندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ نیک بخت خادم دین اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ امتحانات میں کامیابی حاصل کرنے والے تمام بچوں کو کامیابیاں مبارک کرے اور ترقیات عطا کرے۔ تمام رشتوں کو ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ کرے۔ سب کے مقاصد عالیہ کو پورا فرمائے اور دینی ودنیوی حسنات سے وافر حصہ عطا فرمائے آمین۔

نکاح وشادی

جن بہنوں نے نکاح وشادی کی خوشی میں اعانت دی ہے ان کے نام درج ذیل ہیں:

ربوہ: (دارالصدر غربی لطیف) رضیہ نصیر صاحبہ، آصفہ مشہود صاحبہ (ناصر آباد شرقی) ظہیرہ چوہدری صاحبہ، شمیم طیب صاحبہ، (دارالنصر شرقی محمود) آنسہ فضل صاحبہ (دارالصدر شرقی الف) روبینہ حنان صاحبہ (دارالفتوح غربی) خالدہ پروین صاحبہ، (دارالفتوح شرقی) نصرت صاحبہ، (نصیر آباد سلطان شرقی) شمیم اسلم صاحبہ (رحمان کالونی) مجیدہ اعجاز صاحبہ شازیہ ممتاز صاحبہ مبارکہ متین صاحبہ، (دارالیمن وسطی حمد) سمیرا انورین صاحبہ، (دارالصدر غربی قمر) رخسانہ سلطانہ صاحبہ (نصیر آباد غالب) امۃ الرشید صاحبہ (دارالیمن غربی سعادت) شوکت نصیر صاحبہ (دارالعلوم وسطی) بلقیس بیگم صاحبہ، (نصیر آباد سلطان غربی) آمنہ جلیل صاحبہ، خالدہ اجمل صاحبہ، سعدیہ عفت صاحبہ

متفرق

دینی ودنیاوی ترقیات کے لئے درخواستِ دعا:

ربوہ: (دارالعلوم) ممبرات حلقہ۔

لاہور: (ٹاؤن شپ 2) ممبرات حلقہ، (قائداعظم 1، 4) راشدہ وسیم صاحبہ، عطیہ نرمین صاحبہ، (جوہر ٹاؤن 1، 2) صائمہ طاہر صاحبہ، ممبرات حلقہ، (وفاقی کالونی) مائرہ زبیر صاحبہ۔ (کینال برگ) ممبرات حلقہ، (پنجاب سوسائٹی) نائلہ عباس صاحبہ، حنا ظفر صاحبہ، (ریونیو سوسائٹی) ممبرات حلقہ، (جوہر ٹاؤن 5) ممبرات حلقہ، (واپڈا ٹاؤن 1، 2) امۃ الوحید صاحبہ امۃ الشکور ہاشمی صاحبہ، (واپڈا ٹاؤن 4) ممبرات حلقہ، (شیر شاہ کالونی) عابدہ ناصر صاحبہ، (ویلنشیاء) حمیدہ بیگم صاحبہ (بحریہ ٹاؤن) ڈاکٹر کوثر صاحبہ۔

کراچی: (ڈرگ کالونی) **امتہ القدوس فرحت** صاحبہ (عزیز آباد) **فریحہ وسیم** صاحبہ (گلشن اقبال غربی) **شازیہ سلام** صاحبہ (گلشن عمیر) **زیب النساء** صاحبہ، **طاہرہ منظور** صاحبہ، **بشریٰ ایاز** صاحبہ، (بلدیہ ٹاؤن) **امتہ الجمیل یوسف** صاحبہ، (ماڈل کالونی) **ممبرات حلقہ،** (کھوکھرا پار) **ممبرات حلقہ،** (رفاہ عام سوسائٹی) **محمودہ رفیع** صاحبہ **امتہ القدوس** صاحبہ (اورنگی ٹاؤن) **فہمیدہ ثاقب** صاحبہ، (گلشن جامی) **لبنیٰ انور** صاحبہ، **مبارکہ باجوہ** صاحبہ، **عائشہ نوید باجوہ** صاحبہ، **رابعہ بلال** صاحبہ، **عفیفہ فہیم** صاحبہ، **کرن افضل** صاحبہ، (دارالفضل، دارالبرکات، دارالسلام، گلشن جامی) **ممبرات مجلس** (گلستان جوہر شمالی) **منورہ احمد** صاحبہ۔

فیصل آباد: (دارالفضل) **حرا خالد** صاحبہ، **عظمیٰ مسلم** صاحبہ، **یاسمین ادریس** صاحبہ، **امتہ المتین** صاحبہ، **مبشرہ منصور** صاحبہ،

لاہور: (اقبال ٹاؤن 3) **رضوانہ نثار** صاحبہ، **شازیہ ناصر** صاحبہ، (سبزہ زار) **شہناز اختر** صاحبہ (سمن آباد 3) **شبانہ مبشر** صاحبہ، (دارالرحمت) **ساجدہ منیر** صاحبہ، **تبسم زکریا** صاحبہ ،

(سبزہ زار 3,2، سمن آباد 1، 3، اعوان ٹاؤن، اسلامیہ پارک، اچھرہ، مرغزار، راجگڑھ، کرشن نگر، سنت نگر، بیت التوحید) **ممبرات حلقہ دعا کی درخواست کرتی ہیں۔**

ربوہ: (دارالنصر شرقی محمود) **رضوانہ مدثر** صاحبہ، (ناصر آباد جنوبی) **مدیحہ سرفراز** صاحبہ، (بشیر آباد) **ممتاز ناہید** صاحبہ، (دارالنصر شرقی نور) **حنیفہ امین** صاحبہ، (دارالعلوم وسطی) **آنسہ احمد نصرت رفیع** صاحبہ، (دارالنصر شرقی محمود) **نائلہ بشریٰ** صاحبہ، (دارالعلوم غربی سلام) **عطیۃ الحیٔ** صاحبہ، (دارالعلوم غربی، صادق، دارالرحمت شرقی، راجیکی، دارالصدر شمالی، ہدیٰ، باب الابواب شرقی، نصرت آباد، دارالنصر شرقی محمود) **ممبرات حلقہ** (دارالعلوم غربی، ثناء) **امتہ القدیر** صاحبہ، (رحمٰن کالونی) **بانو بیگم** صاحبہ، (دارالنصر غربی، اقبال) **عابدہ ناصر** صاحبہ، (دارالنصر غربی، حبیب) **طاہرہ انعم** صاحبہ، (دارالرحمت وسطی 1) **نصیرہ لیاقت** صاحبہ، (کہکشاں کالونی) **راشدہ منان** صاحبہ، (دارالصدر جنوبی 3) **امتہ المنان** صاحبہ، (دارالنصر غربی، اقبال 3) **بشریٰ صدف** صاحبہ، (دارالفتوح غربی) **شازیہ طارق** صاحبہ، (دارالانوار) **شمائلہ نصیر** صاحبہ، (نصیر آباد سلطان، شرقی) **بشریٰ حبیب** صاحبہ، (دارالنصر شرقی محمود) **رضیہ نصیب** صاحبہ، **امتہ الحناء** صاحبہ (دارالصدر شمالی انوار، دارالفضل غربی فضل) **ممبرات دعا کی درخواست کرتی ہیں۔**

☆☆☆☆

monthly

Misbah

July 2016

Regd #FR-5 C.NAGAR

Editor:Mirza Khalil Ahmad Qamar